



اسلامی فتوحات کی عہد بہ عہد سنہری تاریخ

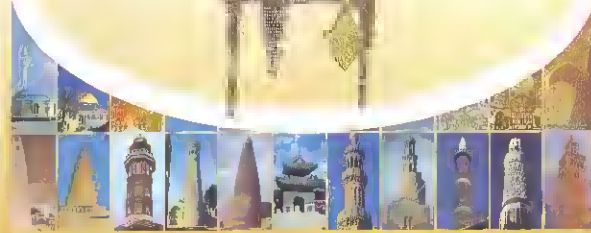
اٹلس فتوحاتِ اسلامیہ

معارف صحابی نے خلافت عثمانیہ کے درجہ تک وسط ایشیائے مرکزی و اٹلس اور وسطی اسیہ تک

دارالاسلام
کتاب خانہ اسلامیہ، لاہور



تألیف: احمد عادل کمال
ترجمہ و اضافہ: عثمان فاروقی



اپنی تاریخ سے نا آشنا قومیں اپنے جغرافیے سے بھی نا آشنا و حیثیتی میں

خطاب بہ جوانان اسلام
علامہ اقبال

کبھی اسے لو جوں مسلم! حذر بھی کیا تو نے؟ وہ کیا گردوں تھا، تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا؟
بچے اُس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سردار
تمدنِ آفریں، خلاقِ آئینِ جہاں داری وہ صحرائے عرب، یعنی شہزادوں کا گہوارا
ماںِ الفتورِ فکری کا رہا شانِ امارت میں بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجتِ رُکے زیبارا
گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے کہ شمع کو گدھا کے ڈر سے بے بیش کا نہ تھا پارا
غرض میں کیا کہوں تھ سے کہ وہ صحرائیں کیا تھے جہاں گیر، د جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا
اگر چاہوں تو ہنسی کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں مگر تیرے عقلی سے فزوں تر ہے وہ نظارا
بچے آباء سے اپنے کوئی نسبت بہ نہیں سکتی کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارا
مکتا دی ہم نے جو اسلاف سے میراثِ پاکِ قبی نہیں دینا کے آئینِ مسلم سے کوئی چارا
مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آباء کی جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیارا
(آئینِ دہ)





اسلامی فتوحات کی عہد بہ عہد سہری تاریخ

اسلامی فتوحات اسلامیہ

خلافتِ صدیقی سے خلافتِ عثمانیہ کے درمیان طویل تاریخ سے مکمل اسلام اور وسطی و پستی تک

■ 150 تصاویر پر مشتمل ہے ■ تاریخی تصاویر کی 300 تصاویر شامل ہیں ■ گورنر ہدایت سے آراء

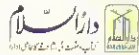
ترجمہ و اشعار: شمس قاری

دارالسلام



کتاب خانہ کی طرف سے جاری ہے

پس از احاطہ سے پہلے (دور) کے پڑھائی کوئی دارالاسلام یا مدرسہ یا مدرسہ اسلامیہ کے لیے کھلا نہیں رہتا جس کے لیے کسی بھی شخص کی تعلیم یا ترقی میں ہرگز کوئی رکاوٹ نہ پڑے۔ اس کے علاوہ اس کے لیے کسی بھی شخص کی تعلیم یا ترقی میں ہرگز کوئی رکاوٹ نہ پڑے۔ اس کے علاوہ اس کے لیے کسی بھی شخص کی تعلیم یا ترقی میں ہرگز کوئی رکاوٹ نہ پڑے۔



سعودی عرب (مدینہ منورہ)

پتہ: 227433 کوٹہ، 11416، سعودی عرب فون: 00966 1 4043432-4033962 فیکس: 4021659
E-mail: darussalam@awamei.net.sa • riyaad@dar-us-salam.com
Website: www.darussalam.com

• اعلیٰ سطح: فون: 01 4614483 فیکس: 4644945 • اعلیٰ سطح: فون: 01 4735220 فیکس: 4735221 • عربیہ: فون: 06 3696124 فیکس: 3696124
• عربیہ: فون: 0505196736 فیکس: 0503439645 • عربیہ: فون: 04 8234446 فیکس: 8151121 • عربیہ: فون: 0503417155 فیکس: 8891551
• عربیہ: فون: 02 6879254 فیکس: 6336270 • عربیہ: فون: 07 2207055 فیکس: 0500887341 • عربیہ: فون: 04 3908027 فیکس: 0500710328

• عربیہ: فون: 00971 6 5632823 فیکس: 001 713 7220419 • عربیہ: فون: 001 718 6259825 فیکس: 0044 208 539 4883

• عربیہ: فون: 0061 2 9758 4040 فیکس: 0044 208 539 4883

پاکستان (مدینہ منورہ، مدینہ منورہ)

• عربیہ: فون: 0092 42 7240024-7232400-7111023-7110081 فیکس: 7354072
• عربیہ: فون: 0322 8484569-0321 4212174 فیکس: 7320703
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

• عربیہ: فون: 0092 21 4393936 فیکس: 0092 51 2281513
• عربیہ: فون: 0092 51 2281513 فیکس: 0321 5370378

• عربیہ: فون: 0092 21 4393936 فیکس: 0092 51 2281513
• عربیہ: فون: 0092 51 2281513 فیکس: 0321 5370378
• عربیہ: فون: 0092 51 2281513 فیکس: 0321 5370378
• عربیہ: فون: 0092 51 2281513 فیکس: 0321 5370378

• عربیہ: فون: 0092 51 2281513 فیکس: 0321 5370378
• عربیہ: فون: 0092 51 2281513 فیکس: 0321 5370378



اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو کلمات میرا جان بہت دم کرنے والا ہے

انتساب

ہر اس مسلمان مرد اور عورت کے نام جو اس پرفتن دور میں، دنیا کے کسی بھی خطے میں، اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام کی سر بلندی اور امت مسلمہ کی ”نشاۃ ثانیہ“ اور عظمت رفیعہ کی بحالی کا عظیم الشان فریضہ سر انجام دے رہا ہے۔

مرضا میں

[illegible]

صفحہ	عنوانات کتاب	نقشہ	عنوانات حواشی
62	عاب سوم بزمہ شامے عرب: عطرانی، کنت: اودہ اور دہلی کی تشکیل		
62	1 عاب کا اعلیٰ نظریہ	2۔ بزمہ شامے عرب کی باقی تقسیم	1 " چا " " عجب " " قریب " " قریب
63	عطرانی عجب کا انسانی زندگی پر اثر		
64	2 کنت: اودہ کی تشکیل		" بحرین
65	کنت: اودہ کو کسے مذہب کے لیے نکتہ واسطے		" رسول اللہ ﷺ کا عظیم وقت
66	3۔ کنت: اودہ کی تشکیل		
67	کنت: اودہ اور کسے شامہ بگوں کے ساتھ		" کرمان
68	3۔ اودہ شامہ عرب کی باقی تشکیل		" ۱۲۰ " " احمد بنان
69	جو سلطان اور اس کے بڑے بی بی قائل (عجم ۱۰)		
70	جو سلطان اور اس کے بڑے بی بی قائل (عجم ۲)		
72	4۔ عراق (جدید نقشہ)		
73	عاب اول توحات کا پرچار (مخالفہ راندہ)		
73	1 عراق چاند کی شکل		" دو لکے و چاند " دو لکے کرات
74	5۔ روم اور دہلی کی تشکیل		
75	6۔ شامہ عرب کے وقت عراق		
76	7۔ شامہ عرب کے وقت عراق کی عراق پر یلغار		" فرست کی جہانم " " اہل
77	8۔ شامہ عرب کے وقت عراق کی عراق پر یلغار		" کاشمیر
78	9۔ شامہ عرب کے وقت عراق کی عراق پر یلغار		" شامہ
79	10۔ شامہ عرب کے وقت عراق کی عراق پر یلغار		" شامہ
80	11۔ شامہ عرب کے وقت عراق کی عراق پر یلغار		" شامہ
81	عاب اول عین شامہ عرب		" شامہ " " اہل
82	12۔ شامہ عرب		
83	13۔ شامہ عرب		

صفحہ	عنوان اسناد حوالہ	توضیح	عنوان اسناد کتاب
84		<u>14</u> شہداء و ائمہ اہل بیت	
		<u>15</u> سرسبز و سرشار	
85	» اُرشاد	<u>16</u> معرکہ کربلا	جنگ کربلا
			نبی و ائمہ کے معرکے
86		<u>17</u> مئی اور فروری کے معرکے	معرکہ کربلا
			خاندان دہلی کا عراق سے تعلق
87		<u>18</u> خاندان عراق سے تعلق	
88			2 خاندان دہلی کے عراق سے تعلق
89	» صحیح باقر	<u>19</u> عراق میں خاندان کے معرکے	
90	» اہم چوکوں کے معرکے		3 معرکہ کربلا
91		<u>20</u> جنگ کربلا	
92		<u>21</u> معرکہ کربلا (1 اور 2)	
93	» اہم چوکوں کے معرکے	<u>22</u> معرکہ کربلا (3)	4 معرکہ کربلا
94	» جنگ کربلا	<u>23</u> معرکہ کربلا (4)	
95		<u>24</u> معرکہ کربلا (5)	
96		<u>25</u> معرکہ کربلا (6)	
97		<u>26</u> سونے کی چوٹی کی جنگ	
98	» سواد	<u>27</u> سونے کی چوٹی کی دعا	
99	» کربلا » صلیب » فیکس		معرکہ کربلا کے معرکے
100	» کربلا » صلیب » فیکس		
101		<u>28</u> اہل بیت کے معرکے عراق اور کربلا	
		عراق اور کربلا کے معرکے	
102		<u>29</u> کربلا کے معرکے	
103		<u>30</u> کربلا کے معرکے	
104		<u>31</u> صلیب پر اسلامی جنگ کا رسم و رواج	
105			دست دوم
105	» اہم چوکوں کے معرکے		1 جنگ کربلا
106		<u>32</u> کربلا	اسلامی جنگ کا رسم و رواج
			اسلامی جنگ کا رسم و رواج
107	» کربلا » صلیب » فیکس	<u>33</u> کربلا	
		<u>34</u> کربلا کے معرکے	

صفحہ	عنوانات و حواشی	تقریب
106		35. لشکر شترکی تواریخ
109		36. میدان کبیر کے 37. جنگل ہمایونی
110		38. اسیرانہ کے قلعے میں
111		39. بکیر کا عمارت
112		40. بکیر کا عمارت
113		41. بکیر کا عمارت
114		42. بکیر کا عمارت
115		43. بکیر کا عمارت
116		44. بکیر کا عمارت
117		45. بکیر کا عمارت
118		46. بکیر کا عمارت
119		47. بکیر کا عمارت
120		48. بکیر کا عمارت
121		49. بکیر کا عمارت
122		50. بکیر کا عمارت
123		51. بکیر کا عمارت
124		52. بکیر کا عمارت
125		53. بکیر کا عمارت
126		54. بکیر کا عمارت
127		55. بکیر کا عمارت
128		56. بکیر کا عمارت
129		57. بکیر کا عمارت
130		58. بکیر کا عمارت
131		59. بکیر کا عمارت

صفحہ نمبر	عنوان کتاب	نقشہ	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
132	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
133	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
134	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
135	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
136	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
138	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
138	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
139	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
140	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
141	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
142	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
143	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
144	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
145	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
147	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
148	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
149	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
150	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
151	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
152	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
153	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر
154	2	عنوان کتاب	عنوان کتاب	صفحہ نمبر

صفحہ	موضوعات کتاب	نقشہ	موضوعات کتاب
155	» شرابان	54	آرمینیا اور آذربائیجان کی لغات
158	» چارچٹا		
157	» جمیل دان » کچھ کڑا سوو		
159	» ماوراء النہر » کردستان » باغوز » جرجین		6 پارہ راکش کی لغات
	» زرخ زادہ خواف » اسوئیکین اور سلطان اور او شیر		
160	» چگون » زرخ » ہنس		
	» کابل » بکیر		
161	» بخارا » مقد		
	» سرکرد		
162	» کاش » طبرستان (کاشستان)		
	» پنجیس » اٹل		
163	» غورزم (گندما) » خاقلان » نصف		
164	» شاش » فرغانہ » کچر		
	» کاشان » کاشغر		
166			
			نام پہنچ
168			شامی قلیبی کی لغت
			1 نئی نام تکرار کا نام مبارک برقی نے نام
168		88 شامی اہلستان (مہدی)	
169		88 اردنی قلیبی (مہدی)	
170	» اردان » محسن » اہلما		2 شام کا آثار
171	» وطن		
172	» لبنان » جوبہ » جرات		بادشاہ کی کیفیت
	» اسکندریہ		
173	» بحیرہ کرم » اظاکیر » دریائے نیل » حفا		
	» حفا		
174	» دریائے اردان » بحیرہ مردار » لہرچ		
175	» فرود کوزہ		
176		87 جنگ ماز	
		88 عربی دورانی کی لغت	
177	» قلیبی » اعلیٰ کی مرزوشین		
178			مسلمانوں کی لغات
179	» شام » اقلیہ (مہدی) کے آئینے میں		
180	» اقلیہ » قلیبی (مہدی) » دست پڑ		دینی کی لغات

صفحہ	موضوعات کتاب	نقشہ	موضوعات کتاب
181	» بحیرہ قدیم		
182	» اُچڑا زین » باقلا (کلیا بیب)		فتح شام کے واقعات
183		» مسلمانوں کی شام پر فکرتی	
184		» اسلامی مسلمانوں کے عداوتیں	
185	» شرح المکر » نیربان		
186	» نہ تر (پاکیرا) » خردان » جہنم		
187	» طرہ (مانات) »		
188	» ملک » نول » درعا (اورعات)		ماریوں کی سب سے بڑی لغات
189	» پکس » حسنس » دیاؤب		
	» صیاد		
	» فرق » خلیل » منڈیلچ (ماسرو)		
	» لذ » ہنس » گلووس		
	» جہنم جہنم » رنج		
190	» بہت لمبوں میں صہاقتی کی نثر » پتھرین		
192		» 21. شام کی جنگوں سے پہلے اسلامی فتح کی کارروائیوں	
193	» صفر		3 مہر، اجنادین
194		» 22. معرکہ اجنادین (1)	
195		» 23. معرکہ اجنادین (2)	
196		» 24. معرکہ اجنادین (3)	
197		» 25. حاصرہ دمشق	
198		» 26. اسلامی مسلمانوں کی فتح کی طرف فتح تدری	
199	» چالوت تدری		4 معرکہ فیل وسان
200		» 27. رومیوں کی جہان آباد	
201		» معرکہ فیل وسان (1 اور 2)	
202		» معرکہ فیل وسان (3 اور 4)	
203		» معرکہ فیل وسان (5 اور 6)	
204		» معرکہ فیل وسان (7)	
205		» 85. فتح کے وقت دمشق اور اس کے رہائے	
206		» 86. دمشق کا حاصرہ اور فتح	
207			5 مہر، رومیوں
208		» 87. معرکہ جہنم	رومیوں کی جہان آباد

صفحہ	عنوانات کتاب	تقریب	عنوانات حواشی
209		96 معرکہ یرموک (2)	
210	خالد بن ولید کی بیعت نامتھلی		
211		96-99 معرکہ یرموک (3 اور 4)	
213		92-94 معرکہ یرموک (5 اور 6)	
214	جنگ یرموک کی خصوصیات	93 معرکہ یرموک (7)	» نظریہ کاسٹو » نظریہ قلب پارست
215		94 فلسطین سے دہلیوں کا مسئلہ 95 اہمیت کی توقعات	
216	باب ششم:		
	فتح مصر		
216	1 نبی ﷺ کا نام نہ ماریٹ خاں (مصر) (شاہ مصر)	96 مصر اور دہلی کے تعلق (پہلے)	
218			
219	2 مصر پر دہلی کے	» یکڑی، سارگن، خاں، بہ، امر، دہلی، بکرت، نصر چاند، کمر، لائی، بچا، پات، ستور، مکمل، اسبھائی	
221		» مصر کی پہلی خطے	
222		97 فلسطین سے مصر پر خلیفہ	
223	3 ماریٹ، اسلام کی مصر، دہلی	» وہابی، یحییٰ، علی، علی، علی	
224		» مصر کی طرف سے یحییٰ کی کثرت، کثیر، واقعہ	
225		» قریا » قریہ » قریہ	
226		» ام، زینت » زینت » زینت	
227		» قریہ » قریہ » قریہ	
228		98 پامیان سے ماریٹ کی کتاب	
229	4 بکرت، ماریٹ (پنجاب کی)	» مصر کی کتاب	
230		99 معرکہ ماریٹ کی کتاب	
231		100-101 معرکہ ماریٹ کی کتاب (2 اور 3) 102 قریہ	
232	5 قریہ، پامیان	» قریہ » قریہ » قریہ	
233		» ماریٹ کی کتاب، کثیر، کثیر	
234	6 قریہ، ماریٹ	» قریہ » قریہ » قریہ	
235		103 قریہ، ماریٹ اور دہلی، مصر	
236		104 ماریٹ کی طرف سے قریہ کی کتاب اور دہلی کی کتاب	
237		105 ماریٹ کی کتاب (شیر) 106 ماریٹ کی کتاب	
238			

صفحہ	عنوانات حوالہ	نوع	عنوانات کتاب
239	» دکنور » دمس		7 فتح اسکندر
240	» فتح مصر ولومین		
242		107 لیر (ج ۲)	
243			باب اول فوجیات اسلامیکا دور امر طر (۱۰ویں صدی اسلامی دور)
244	» جرف » فزان » زلی		1 نرف (لیر) اور طرپ لیر فوجیات طر
245	» طرابلس طرپ	108 جرف اور طرپ لیر فوجیات	2 جرف طرپ
246	» برت » صیرات » دزان	109 جرف لیر اور طرپ لیر فوجیات	
247			
248	» شحہ » شہلہ » جرج		3 جرف لیر اور طرپ لیر فوجیات
249	» قیر دین صلی رسول کا آوارہ رشتہ		
250	» کزارست » قلعہ جہا طر		
251	» حرکس » العرب	110 جرف لیر فوجیات	
252	» جگ جودا	111 لیر اور طرپ لیر فوجیات	جرف لیر فوجیات
253	» قیرس » مرقی بن سیر	112 حرکس لیر فوجیات	جرف لیر فوجیات
254			باب ۱۱۲ جرف لیر فوجیات
254	» اکین » سہ		1 جرف لیر فوجیات
	» گنچہ » علیہ ایہ کا کلا		جرف لیر فوجیات
255			
256	» شلیط (جور لیر)		2 جرف لیر فوجیات
257		113 جرف لیر فوجیات	
258	» جرج لیر		
259	» جرف لیر اسلحہ لیر کیر جرج لیر		
260	» جرف لیر لیر لیر		
261	» جرج لیر لیر لیر		
	» جرج لیر لیر لیر		
262	» جرج لیر لیر لیر		
263	» جرج لیر لیر لیر		

صفحہ	عنوانات کتاب	نقشہ	عنوانات کتاب
264	3 مولیٰ، تیسری، لکھنؤ کی	114 فتح پور	
265			
266			
267			
268			
269			
270		115 سندھ اور سوات پور کی فتح	
271			
271			
272			
273			
274			
274			
275			
276			
277		116 کچھو، مہاراجہ کی جہاز کی مہمانت	
279			
280		117 بنگال اور آسٹریلیا سے فتح پور	
281		118 مہاراجہ کی مہمانت اور آسٹریلیا سے فتح پور	
282			
283		119 فتح پور	
284			
285			
286			
287			
288		120 مہاراجہ کی فتح	

صفحہ	عنوانات کتاب	نقشہ	عنوانات کتاب
289	اسد کن فرانس کا مسلمہ	نقشہ	عنوانات کتاب
290	پارسی کی فتح		عنوانات کتاب
291	فتح نصر پورہ		عنوانات کتاب
292	سرفرہ (سیر آریز) کی فتح		عنوانات کتاب
293	نورینا (طبرستان) کی فتح		عنوانات کتاب
294	مسند و پادشہ (سیرانی) کی فتح		عنوانات کتاب
295	شیرجہا (طبرستان) کی ویرانہ		عنوانات کتاب
296	رومیوں کا تاج پورہ		عنوانات کتاب
297	امویوں کی فتح		عنوانات کتاب
298	سلطنت سلطانیوں کے ہاتھ سے گھٹ گیا		عنوانات کتاب
299	6 ہجرت، جزا، زبان، اور سارا جہا کی کیمات		عنوانات کتاب
300	جزائر باریک		عنوانات کتاب
301	امیر عبد اللہ جنگ طلب = سارا جہا		عنوانات کتاب
302	کچھ زعفران		عنوانات کتاب
303	122 ہجرت کی فتح 123 ہجرت	نقشہ	عنوانات کتاب
304	124 سارا جہا اور نوا کی کم		عنوانات کتاب
306	125 ترک (پہر)		عنوانات کتاب
307	باب اول،		عنوانات کتاب
307	سلطنت کا ایک کے بعد شرف و نجات اسلام		عنوانات کتاب
308	1 جاتی ترکوں کی اور دہا، اڑس، دلائی		عنوانات کتاب
309	ہاتھ میں لائے گئے پہلے ترک		عنوانات کتاب
310	2 حاکم اول، اور اڑس کا آواز		عنوانات کتاب
311	حاکم ثانی، اور قردہ جہا پر جہا		عنوانات کتاب
312			عنوانات کتاب

صفحہ	عنوانات حوالہ	انتیضہ	عنوانات کتاب
313		126 سلطنت عثمانیہ کی وسعت	
314		127 یورپ (جدید)	
315	» قسطنطنیہ » عثمانی پناہ		3 نوزائیدہ نو حالت کا سلسلہ جاری رکھتا ہے
316	» طالعہ عالمگیر	128 سلطنت عثمانیہ پر اہول کے جدید	
317	» اورینٹ » قسطنطنیہ » عثمانی پناہ (روٹی)		4 سلطان مراد اول کی فتوحات
318	» مقدونیہ » قسطنطنیہ » عثمانی پناہ		
319	» برلین » مصریہ » قسطنطنیہ	129 عثمانیہ پر زنگیہ (جدید)	
320	» مرینا » دیکھنا » عثمانیہ		
321	» عربیہ کے سرخڑا		
322	» عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا		
323	» عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا		
324	» عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا		
325	» عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا		5 باغچہ اول (جدید) کی فتوحات
326	» عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا		
327		130 سلطنت عثمانیہ کے سرخڑا	بابہ خود
328			سلطنت عثمانیہ کی عثمانیہ کے سرخڑا
329	» عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا	131 عثمانیہ کے سرخڑا	1 سلطان مراد اول کی فتوحات
330	» عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا		شیخ مراد اول کا عثمانیہ کے سرخڑا
331		132 عثمانیہ کے سرخڑا	2 سلطان مراد اول کی فتوحات
332	» عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا		
333	» عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا		
334	» عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا		
335	» عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا		عثمانیہ کے سرخڑا
336	» عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا » عثمانیہ کے سرخڑا		عثمانیہ کے سرخڑا

صفحہ	عنوانات کتاب	نقشہ	عنوانات اضافی
337	۱۳۳ (الہامیہ جلد ۱)		
338	۱۳۴ قسطنطنیہ اور باکس کا دستور		
339	۱۳۵ قسطنطنیہ		
340	۱۳۶ قسطنطنیہ کی تاریخ		
341	۱۳۷ قسطنطنیہ کی تاریخ		
342	۱۳۸ قسطنطنیہ کی تاریخ		
343	۱۳۹ قسطنطنیہ کی تاریخ		
344	۱۴۰ قسطنطنیہ کی تاریخ		
345	۱۴۱ قسطنطنیہ کی تاریخ		
346	۱۴۲ قسطنطنیہ کی تاریخ		
348	۱۴۳ قسطنطنیہ کی تاریخ		
350	۱۴۴ قسطنطنیہ کی تاریخ		
351	۱۴۵ قسطنطنیہ کی تاریخ		
352	۱۴۶ قسطنطنیہ کی تاریخ		
353	۱۴۷ قسطنطنیہ کی تاریخ		
354	۱۴۸ قسطنطنیہ کی تاریخ		
355	۱۴۹ قسطنطنیہ کی تاریخ		
356	۱۵۰ قسطنطنیہ کی تاریخ		
357	۱۵۱ قسطنطنیہ کی تاریخ		
358	۱۵۲ قسطنطنیہ کی تاریخ		
359	۱۵۳ قسطنطنیہ کی تاریخ		
360	۱۵۴ قسطنطنیہ کی تاریخ		
361	۱۵۵ قسطنطنیہ کی تاریخ		
362	۱۵۶ قسطنطنیہ کی تاریخ		

صفحہ	تقریب	عنوانات و مآخذ
363		== سلاویجا == لیسویا == کروشیا
364		== لیچانو == ڈراڈو
364		
365	1338	سلطنت عثمانیہ سلیم اول کی تخت نشینی کے وقت
366		== شہر یز == مغربی سلطنت
367	1339	ایشیا 1520ء میں
368		== پالادریاں == فاروس
369		== مریتہ واقع
370		== صلیبیہ
371		== طلائعہ کی مجموعی تعداد
372	1440	سلطنت عثمانیہ سلیم اول کی وفات کے وقت
373		== عثمانی فوج کی تعداد
374		== عباسیہ روضہ == عثمانی فوج کی تعداد
375		== جنگہ موہن == چارلس پنجم
376		== افسر == یڈا
377	1441	یورپ سلیمان اعظم کی وفات کے وقت
378	1442	مرد و طاقت کے بعد میں اناطولیہ کی ولایت
379		== الجزائرہ == یورپ اور اسیان کی مسلمان
380		== اترانز == کیردوان پاشا == چارلس پنجم
381	1443	یورپ افریقہ 1506ء میں
382	1444	یورپ و ممالک کی فوجی مہمات
383		== قرمانان و قرمانان == صاردو ممالک
384	1445	عثمانی سلطنت سلیم اول کے عہد میں
385		== قرمانان و قرمانان کی فوجی مہمات
386		== کرمانی == قرمانان و قرمانان
		== کرمانی == کرمانی

عنوانات و کتاب

فتح سلطان و کرمانی

باب چہارم:

سلطنت عثمانیہ و کرمانی

1 سلطان سلیم اول اور لوہات شرقی کرمانی

1338 سلطان سلیم اول کی تخت نشینی کے وقت

1339 ایشیا 1520ء میں

سلطان سلیم اور ممالک کی تعداد

(مصر و عرب و ایران)

2 تمام افسر اور ممالک و طاقت و ممالک و ممالک

چارلس پنجم و ممالک و ممالک و ممالک

3 سلطان سلیم اور کرمانی اور کرمانی

کرمانی و کرمانی

کرمانی و کرمانی کی فوج

1441 یورپ سلیمان اعظم کی وفات کے وقت

1442 مرد و طاقت کے بعد میں اناطولیہ کی ولایت

4 کرمانی اور کرمانی اور کرمانی اور کرمانی

1443 یورپ افریقہ 1506ء میں

1444 یورپ و ممالک کی فوجی مہمات

5 سلطان سلیم اور کرمانی کی فوج

کرمانی و کرمانی

کرمانی و کرمانی

صفحہ	تاریخ	عنوانات کتاب
387	۱۱۳۱ھ = ۱۷۱۸ء	۱ سلطان مراد اول کی فتوحات
388	۱۱۳۲ھ = ۱۷۱۹ء	۲ سلطان مراد اول کی فتوحات
389	۱۱۳۳ھ = ۱۷۲۰ء	۳ سلطان مراد اول کی فتوحات
390	۱۱۳۴ھ = ۱۷۲۱ء	۴ سلطان مراد اول کی فتوحات
391	۱۱۳۵ھ = ۱۷۲۲ء	۵ سلطان مراد اول کی فتوحات
392	۱۱۳۶ھ = ۱۷۲۳ء	۶ سلطان مراد اول کی فتوحات
393	۱۱۳۷ھ = ۱۷۲۴ء	۷ سلطان مراد اول کی فتوحات
394	۱۱۳۸ھ = ۱۷۲۵ء	۸ سلطان مراد اول کی فتوحات
395	۱۱۳۹ھ = ۱۷۲۶ء	۹ سلطان مراد اول کی فتوحات
396	۱۱۴۰ھ = ۱۷۲۷ء	۱۰ سلطان مراد اول کی فتوحات
397	۱۱۴۱ھ = ۱۷۲۸ء	۱۱ سلطان مراد اول کی فتوحات
398	۱۱۴۲ھ = ۱۷۲۹ء	۱۲ سلطان مراد اول کی فتوحات
399	۱۱۴۳ھ = ۱۷۳۰ء	۱۳ سلطان مراد اول کی فتوحات
400	۱۱۴۴ھ = ۱۷۳۱ء	۱۴ سلطان مراد اول کی فتوحات
401	۱۱۴۵ھ = ۱۷۳۲ء	۱۵ سلطان مراد اول کی فتوحات
402	۱۱۴۶ھ = ۱۷۳۳ء	۱۶ سلطان مراد اول کی فتوحات
403	۱۱۴۷ھ = ۱۷۳۴ء	۱۷ سلطان مراد اول کی فتوحات
404	۱۱۴۸ھ = ۱۷۳۵ء	۱۸ سلطان مراد اول کی فتوحات
405	۱۱۴۹ھ = ۱۷۳۶ء	۱۹ سلطان مراد اول کی فتوحات
406	۱۱۵۰ھ = ۱۷۳۷ء	۲۰ سلطان مراد اول کی فتوحات
407	۱۱۵۱ھ = ۱۷۳۸ء	۲۱ سلطان مراد اول کی فتوحات
408	۱۱۵۲ھ = ۱۷۳۹ء	۲۲ سلطان مراد اول کی فتوحات
409	۱۱۵۳ھ = ۱۷۴۰ء	۲۳ سلطان مراد اول کی فتوحات
410	۱۱۵۴ھ = ۱۷۴۱ء	۲۴ سلطان مراد اول کی فتوحات
411	۱۱۵۵ھ = ۱۷۴۲ء	۲۵ سلطان مراد اول کی فتوحات
412	۱۱۵۶ھ = ۱۷۴۳ء	۲۶ سلطان مراد اول کی فتوحات
413	۱۱۵۷ھ = ۱۷۴۴ء	۲۷ سلطان مراد اول کی فتوحات
414	۱۱۵۸ھ = ۱۷۴۵ء	۲۸ سلطان مراد اول کی فتوحات
415	۱۱۵۹ھ = ۱۷۴۶ء	۲۹ سلطان مراد اول کی فتوحات
416	۱۱۶۰ھ = ۱۷۴۷ء	۳۰ سلطان مراد اول کی فتوحات
417	۱۱۶۱ھ = ۱۷۴۸ء	۳۱ سلطان مراد اول کی فتوحات
418	۱۱۶۲ھ = ۱۷۴۹ء	۳۲ سلطان مراد اول کی فتوحات
419	۱۱۶۳ھ = ۱۷۵۰ء	۳۳ سلطان مراد اول کی فتوحات
420	۱۱۶۴ھ = ۱۷۵۱ء	۳۴ سلطان مراد اول کی فتوحات
421	۱۱۶۵ھ = ۱۷۵۲ء	۳۵ سلطان مراد اول کی فتوحات
422	۱۱۶۶ھ = ۱۷۵۳ء	۳۶ سلطان مراد اول کی فتوحات
423	۱۱۶۷ھ = ۱۷۵۴ء	۳۷ سلطان مراد اول کی فتوحات
424	۱۱۶۸ھ = ۱۷۵۵ء	۳۸ سلطان مراد اول کی فتوحات
425	۱۱۶۹ھ = ۱۷۵۶ء	۳۹ سلطان مراد اول کی فتوحات
426	۱۱۷۰ھ = ۱۷۵۷ء	۴۰ سلطان مراد اول کی فتوحات
427	۱۱۷۱ھ = ۱۷۵۸ء	۴۱ سلطان مراد اول کی فتوحات
428	۱۱۷۲ھ = ۱۷۵۹ء	۴۲ سلطان مراد اول کی فتوحات
429	۱۱۷۳ھ = ۱۷۶۰ء	۴۳ سلطان مراد اول کی فتوحات
430	۱۱۷۴ھ = ۱۷۶۱ء	۴۴ سلطان مراد اول کی فتوحات
431	۱۱۷۵ھ = ۱۷۶۲ء	۴۵ سلطان مراد اول کی فتوحات
432	۱۱۷۶ھ = ۱۷۶۳ء	۴۶ سلطان مراد اول کی فتوحات
433	۱۱۷۷ھ = ۱۷۶۴ء	۴۷ سلطان مراد اول کی فتوحات
434	۱۱۷۸ھ = ۱۷۶۵ء	۴۸ سلطان مراد اول کی فتوحات
435	۱۱۷۹ھ = ۱۷۶۶ء	۴۹ سلطان مراد اول کی فتوحات
436	۱۱۸۰ھ = ۱۷۶۷ء	۵۰ سلطان مراد اول کی فتوحات

صفحہ	مواضع و اشارات	تفصیل	مواضع کتاب
438			خبر عراق کا پاسبان
440			عراق کی فوجیات کے بعد
441			عراق کی فوجیات کے بعد
			عراق کی فوجیات کے بعد
			عراق کی فوجیات کے بعد
442			عراق کی فوجیات کے بعد
444			عراق کی فوجیات کے بعد
			عراق کی فوجیات کے بعد
446			عراق کی فوجیات کے بعد
450			عراق کی فوجیات کے بعد
456			عراق کی فوجیات کے بعد
459			عراق کی فوجیات کے بعد
461			عراق کی فوجیات کے بعد
			عراق کی فوجیات کے بعد
462			عراق کی فوجیات کے بعد
463			عراق کی فوجیات کے بعد
464			عراق کی فوجیات کے بعد
465			عراق کی فوجیات کے بعد
			عراق کی فوجیات کے بعد
466			عراق کی فوجیات کے بعد
468			عراق کی فوجیات کے بعد
469			عراق کی فوجیات کے بعد
471			عراق کی فوجیات کے بعد
472			عراق کی فوجیات کے بعد
473			عراق کی فوجیات کے بعد

صفحہ	عنوانات حواشی	تقریب	عنوانات کتاب
474	■ گنگوہی کا فنر		انٹرویو بے پناہی نظروں کی پادری اور خطبہ اسلام کی چٹوڑی
475	■ اپرلین سلطنت		پرتل راول فہم مردم کی کالی پانی کی ظہیر من مصر پر ایرانی فہم
477			سرکئی کا فوراہ پرتل کی جال پرتل اپرانی دارالحکومت میں
478	■ فیصلہ کر سکتی		اسلامی فہم اور دوسروں کی پانی پرتل اور اس کی اواز دکان احیام
479			پرتل اپرانی پانی کا فہم
480			پرتل کی اور پانی کا فہم
481			پرتل کی اور پانی کا فہم
482	■ سائنس اسکندریہ		سائنس سائنس پر اس کے ایک فہم پرتل سائنس پر اس کے ایک فہم پرتل
483	■ پانی		سائنس پر اس کے ایک فہم پرتل
484	■ سائنس و سائنس		سائنس پر اس کے ایک فہم پرتل
485			سائنس پر اس کے ایک فہم پرتل
487			سائنس پر اس کے ایک فہم پرتل
488	■ عربی سائنس		سائنس پر اس کے ایک فہم پرتل
489			سائنس پر اس کے ایک فہم پرتل
490			سائنس پر اس کے ایک فہم پرتل

عرض ناشر

اسلام آفاقی دین ہے۔ اس کی تعلیمات، گہی، خاص اور غلیہ، توحید پر استوار ہیں۔ اگرچہ سائن انجیاء بیلا، بھی اسلام ہی کی تبلیغ کرتے رہے، تاہم ان کے یہ دکا رہاں نے اللہ کے دین میں تحریف کرتے ہوئے کفر و شرک کی راہ اپنائی۔ پھر نئی آفرائیاں حضرت محمد ﷺ کے ذریعے سے دین اسلام کی تکمیل ہوئی اور اب یہ دین قیامت تک نئی نوع انسان کے لیے سرچشمہ ہدایت ہے۔

نہی ﷺ کی سربراہی میں سن ۶ ہجری 622ء میں جو اسلامی ریاست قائم ہوئی، وہ تاریخ انسانی کا ایک بے مثال تجربہ تھا۔ کفر و شرک کے طمرہ داروں نے ریاست مدینہ کو غلامیت کرنے کی اپنی ہی کوششیں کیں اور بار بار اس شہر مقدس پر لشکر کشی کی مگر وہ آؤنی دھو، جو بڑھ رہی دئی کیا گیا تھا وہ اپنا ہو سکے یا نہ ہی ﷺ اور آپ کے سچے پیروکاروں کے لیے خود دئی ایمان کا باعث بننا یا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی سے فرمایا تھا:

﴿يُؤْتِيكَ اللَّهُ مِمَّا تَشَاءُ لَا تَخْلُفُهُ أَلَمْ تَرَ أَنَّكَ إِذْ رَأَيْتَ النَّجْدَ وَكَانَ حَرًّا لَمَلَّكَ اللَّهُ الْكَلْبَ وَالْغَنَاءَ ۝﴾

”وہ (کافر و شرک) چاہتے ہیں کہ اپنے من (کی پھینکوں) سے اللہ کے نور کو بجھا دیں جبکہ اللہ اپنے نور کو کمبل کر کے رہے گا، خود نکار ناپسند کریں۔“^۱

خاتم امتحین ﷺ کی دس برسوں پہ محیط مدنی زندگی کے پہلے پانچ سال کفار کی عیوش کے مقابلے میں اسلام اور اہل اسلام کا دفاع کرتے ہوئے گزرے اور آخری پانچ سال اسلام کے بچنے اور تقویٰ و شوکت کے سال گزرے۔ اس دوران میں جد (2ھ)، ادا (3ھ) اور احزاب (6ھ) کے تاریخی سر کے پیش آئے۔ 6ھ میں یہودیوں کا گڑھ خیبر فتح ہوا اور رقی الاول 8ھ میں مدینہ (اردن) کے مقام پر جنگی ردیوں اور ان کے باغی و سرکشی فسادوں کے خلاف دینی جنگ لڑی گئی کیونکہ کفر و جھٹیل بن عمر و ضحاک نے سفیر نبوت، عاتق بن حیر اڑی دینا کو بھیج کر دیا تھا۔ یہ تاریخ انسانی کا عجیب ترین محرکہ تھا۔ تین ہزار چار سو لاکھ کے لشکر جرار کا مقابلہ کر رہے تھے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے تین پہ سالار یکے بعد دیگرے شہید ہوئے اور پھر خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمال دانی سے لشکر اسلام کھلا اتے ہوئے پیچھے لے آئے اس ایمان افروز معرکے نے کفار پر مسلمانوں کی دھماک مٹا دی۔ اس کے چارہ بعد عرب کا مرکز کربلا ہو گیا اور پھر قتال عرب یکے بعد دیگرے اسلام قبول کرتے چلے گئے۔ اگلے سال 9ھ میں جب شمال کی طرف سے ردیوں کے حملے کا خطرہ درپیش تھا تو غزوہ تبوک میں ایک بار پھر اسلامی شان و شوکت کا اظہار ہوا اور مسیحی رومی مسلمانوں کے مقابلے میں آئے کی جرأت نہ کر سکے۔

رقی الاول 11ھ میں نبی اکرم ﷺ نے رحلت فرمائی تو خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بڑے ہمنامے عرب میں اٹھنے والے فتنہ اور فساد کے استبدال کا مسئلہ درپیش ہوا۔ اس کے باوجود انھوں نے نبی ﷺ کے آثار و فکر اسلام کو شام کی جانب ردیوں کے مقابلے میں روانہ فرمایا جو آپ ﷺ کے عرب کی شہادت کے پیش نظر مدینہ کے باہر رکھ دیا تھا۔ یہ لشکر مظفر منصور ہو کر پانچویں دن بعد نماضے والی جمعیت اور قیاموں کے ساتھ مدینہ پہنچا۔ ابو بکر صدیق حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سر فاعر سے فاعر بنے تو ان کے ساتھ لڑنے والے تھے عراق پر لشکر کشی کا حکم دیا جو ان بولوں سلطنت

فارس میں شامل تھا) کیونکہ مشہور و معروف فارس خسرو پرہز نے چند سال پہلے ہی ۱۲۸۵ھ کا دعویٰ کیا تھا اور اسلامی سلطنت کو پہنچایا تھا۔ یوں فارس کے ماسانی اور قسطنطنیہ کے رومی حکمران اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جارحانہ عزائم رکھتے ہوئے نور اسلام کے فرس میں بہت بڑی کادت تھے اس لیے ان و اہل طاقتوں کے خلاف مساکر اسلام کی فوجیں قدمی کا جواز پیدا ہو گیا تھا۔

ایک بار جب اسلامی عساکر نے فارس (ایران) اور روم و عیاقوں کی طرف پیش قدمی کی تو پھر آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے اور ان کے قدم کہیں نہ رکے۔ روم، ایٹلیا، یونان اور قادیسہ کے قبضہ کن امیروں میں مسلمانوں کی فوجا ت نے تمام قسطنطنیہ اور عراق و فارس کے ممالک سے مسلمانوں کے لیے کھول دیے۔ پھر مسلمان ایک طرف سیستان و خراسان اور آرمینیا و آذربائیجان میں داخل ہوئے تو دوسری طرف مصر و لیبیہ، طرابلس اور آفریقیہ فتح کرتے ہوئے بحر ہند و اوقیانوس کے ساحل (مراکش) تک پہنچے۔ اور پہلی صدی ہجری ختم ہونے میں ابھی سات آٹھ سال باقی تھے جب اسلام کے پچھترویں نبیؐ میں دارا، قسطنطین اور ملتان سے لے کر مغرب میں جزیرہ نمائے آئی بیہ، با (اندلس و پرتگال) اور جنوبی فرانس تک پہنچا رہے تھے حتیٰ کہ وسطی فرانس میں جنگ تورز (۱۱۴ء ۱۱۵۳ء) میں امیر مہارٹن فاطمی کی شہادت سے مسلمانوں کے چوس کی طرف بڑھتے ہوئے قدم رک گئے۔ ایک مغربی مؤرخ لکھتا ہے کہ اگر جنگ تورز میں مسلمان فتح پا ب ہو جاتے تو آج چوس اور لندن کے گرجوں میں گھنٹیاں بجتے کے بجائے اذانوں کی صدا میں بلند ہوتیں۔

پھر تیسری صدی ہجری میں مسلمانوں نے پھر روم کے بڑے کریم، مقدانیہ (مسلمی)، جزائر یونان، ماروینیا، مالٹا اور جنوبی اٹلی فتح کر لیے۔ اس طرح تمام دیش مارا پھر روم اسلامی جہزی بیڑوں کی جولا کاہ بن گیا۔ پانچویں صدی ہجری کے اواخر میں یورپی عسائیوں نے بیت المقدس (یروشلم) کی بازیابی کے نام پر مسیحی جنگوں (۱۰۹۵ء-۱۲۹۱ء) کا آغاز کیا اور دو مائیں تمام اور قسطنطنیہ پر قابض ہو گئے، تاہم سلطان نورالدین زنگی، صلاح الدین ایوبی، ملک اکمل، رکن الدین بھروس اور سیف الدین قلاوون نے انھیں بتدریج ان علاقوں سے نکال باہر کیا، پانچویں سلطان صلاح الدین ایوبی کا جنگ طین (۵۸۳ھ-۱۱۸۷ء) میں مائیں اور فتح کے بعد بیت المقدس کو مسیحی قبضے سے چھڑانا ایک سبے مثال کارنامہ تھا۔

فوجا ت کا تیسرا دور ساتویں صدی ہجری کے اواخر میں اناطولیہ (ترکی) میں سلطنت عثمانیہ کے قیام کے ساتھ شروع ہوا اور دیکھتے دیکھتے ترکا ن عثمانی در و دیال پار کر کے یورپ میں دریائے ڈینیوب تک پہنچ گئے اور بلغاریہ، مقدونیہ، البانیہ، کوسو و سربیا اور رومانیہ میں اسلام کا پرچم اہرا نے لگا۔ نصف صدی بعد ۸۵۷ھ-۱۴۵۳ء میں سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ فتح کر کے فیرا ہ ہزار سال سے قائم رومی سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ اس جہزی سلطنت نے کریمیا، آذربائیجان، یونان، بولاچنا (رومانیہ)، بوسنیا و ہرزیگووینا اور یونانی جزائر کی فتح کر لیے۔ اور اٹلی ایک صدی کے اندر اندر مالڈیو، کروشیا، سلاویچیا، قبرص، اردوس، ہنگری، شام، فلسطین، اردن، مصر، عراق، لبنان، عراق، طرابلس الغرب (لیبیہ)، بحرین، تیونس، الجزائر، مراکش، موریتانیہ، مالی، موروان، ممالیہ، یورنو (ناجیریا)، کیمینی (چاڈ) اور سہارہ (مشرقی لیبیا) سلطنت عثمانیہ میں شامل ہو گئے۔ یوں خلافت عثمانیہ دنیا کی سب سے بڑی سلطنت بن گئی۔ اس سے پہلے ترکا ن کی دوسری جنگ (۱۱۹۲ء) میں پرتغوی راج کو شکست دے کر سلطان شہاب الدین توری نے شمالی ہند میں اسلامی سلطنت قائم کر لی تھی جبکہ ایک صدی بعد جنوبی ہند میں اسلامی عساکر کی فوجیں قدمی سے دارنگ (وکن) تک اسلامی پرچم اہرا نے لگا تھا۔

اسلامی اوقات کی یہ ایک بڑا رسالہ تاریخ مسلمانوں کی کامیابیوں اور کامیابیوں کا دریا کا دریا ہے جو عالم اسلام کے ہر فرد و بشر کے دل میں دھول پیدا کرتا ہے۔ اس سلسلہ کے ان ادوار کی تاریخ مورخین نے اپنے اپنے انداز میں رقم کی ہے مگر کچھ عرصہ پہلے تک اسے قدیم و بدیدہ نگین نقوش کے ساتھ پیش کرنے کی کوئی کوشش سامنے نہیں آئی تھی۔ یہ شرف سب سے پہلے شام کے فاضل و کوشش و کوشش کو حاصل ہوا جنہوں نے اٹلس التاريخ العربی الاسلامی تیار کی جو دار الفکر (دمشق) کی طرف سے شائع کی گئی۔ اس کے بعد ان کی دو اور کتبیں "مظہر عام پر انکس" اور "دار الاسلام (الریاض)۔ لاہور" نے اردو میں اٹلس القرآن اور اٹلس سیرت نبوی کے نام سے شائع کیں۔ ان میں فاضل مفتاح حسن لاہوری کے قلم سے اضافی توضیحات و تشریحات خاصے کی چیز ہیں۔ دارالاسلام کی شائع کردہ ان دونوں اٹلسوں کو اردو خواں شائقین نے باقاعدہ ہاتھ لیا اور یہ اس ادارے کی بہت محنت و کتب میں شمار ہوتی ہیں۔

نگین نقوش کے ساتھ تاریخ پیش کرنے کا دوسرا موقع کامیاب استاد احمد عادل کمال اللہ کی عربی تہذیب اٹلس الفتحاحات الاسلامیہ ہے جسے دارالاسلام (قاہرہ و اسکندریہ) نے 1425ھ و 2005ء میں شائع کیا۔

استاذ الکمال قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ ان کا اسلامی تاریخ سے شغف ہے۔ انھوں نے حکومت کے مختلف اعلیٰ مناصب پر کام کیا اور ساتھ ساتھ اسلامی تاریخ کے حوالے سے مسلسل کام کرتے رہے۔ سب سے پہلے انھوں نے قاہرہ کی اٹلس عربیہ کی جس میں اس قدیم شہر کی تاریخ کے ساتھ ساتھ اس کے مکمل نقشے شامل کیے اور اس کی خوبصورت تصاویر شائع کیں۔ یہ اٹلس بلاشبہ قاہرہ کی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے بڑی مفید چیز ہے۔ اس کے علاوہ ان کی اسلامی تاریخ کے حوالے سے "مہجور کتابیں الطریق، البی، العدائن، الشادسیہ، مسعودی، السدائن و نہایۃ الدولۃ الساسانیۃ، الطریق، (ای) دمشق اور الفتح الاسلامی، المعصرین۔ انھوں نے بعض صحیحہ پر کراہی کے حالات و زندگی پر بھی کتب تالیف کیں۔ میرے نزدیک ان کا سب سے اہم کام اٹلس الفتحاحات الاسلامیہ ہے۔ فاضل مؤلف کو ان کی علمی، ادبی اور تحقیقی خدمات کے اعتراف کے طور پر مصری حکومت کی جانب سے متعدد اعزازات اور میڈلز سے نوازا گیا۔

راقم دہا کے لکچرر، ایک میں شہر جاتا رہتا ہے۔ میں کاروباری معاملات کے لیے مختلف بکس مغرب یا مکتبات میں جاتا رہتا ہوں۔ وہاں میرا زیادہ تر کام نادر کتب کی تلاش ہوتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ کئی کون سی کتاب آئی ہے۔ دارالاسلام (قاہرہ) کے ساتھ میرا تعلق بڑا پرانا ہے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ دونوں اداروں کے ناموں میں مکمل مماثلت پائی جاتی ہے مگر دارالاسلام (قاہرہ) کی تاریخ قدرے پرانی ہے۔ اس کے ایک محترم خیر القادری، یوکرین سے ذاتی دوست ہیں۔ کم و بیش دس سال سے قائم یہ دوستی وقت کے ساتھ ساتھ گہری ہوئی ہے۔ اس مدت میں کئی ہی بار ان سے ملاقات رہی۔ "قاہرہ ایک ٹیڑھا" بلاشبہ اے ایس کاسب سے بڑا کتاب میلہ ہوتا ہے۔ ہر سال جنوری کے آخر میں ۹ دن کے لیے منعقد ہونے والے ایک سمرائے بڑے امریکی میں لگتا ہے کہ آدھی چلتے چلتے تھک جاتا ہے کہ ان کی دنیا سے قطع رکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ مصری قوم بڑی کثرت سے کتابیں پڑھنے والی ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اندازاً چھ لاکھ افراد اس کتاب میلے میں شرکت کے لیے ہر دو سال آتے ہیں۔

گدی ۱۹۹۵ء میں 70 سے 75 لاکھ شائقین اس میلے کو دیکھتے ہیں۔

دارالاسلام (قاہرہ) بھی اس کتاب میلے میں شرکت کرتا ہے اور اس کی کوشش ہوتی ہے کہ ہر سال اس موقع پر کئی کئی کتب پیش کی جائیں۔ اس میلے میں دارالاسلام کے نمائندے جارا تھہرتے ہیں جن میں کلیمینوں کی تعداد دو سو سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ کتاب میلہ

کتنا بڑا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں اس سلیک یا تنگ نظر کرتے ہیں اور بلاشبہ سیکڑوں کی تعداد میں دنیا بھر کے مشرین ہزاروں کی کتنی ہیں چھٹی کرتے ہیں۔ میں نے بڑی سی میں فریکٹس کتاب سلیک کے اندر ہر وہ کتاب سلیک سے بڑا دیکھا ہے۔ استاد عبدالقادر کا ایک مدت سے کتابوں کے کاروبار سے منسلک ہیں۔ یہ اس میں شام کے مشہور شہر حلب کے رہنے والے ہیں جو مشرق کے بعد شام کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ اس نسبت سے وہ علمی ہیں۔ حلب کے علماء خاصے مشہور ہیں۔ خواہ صورت گور سے چنے رنگ کے عبدالقادر ہر چہ 58 سال کے کنگ کنگ ہوں گے مگر اپنی عمر سے کئی کم دکھائی دیتے ہیں۔ انھوں نے 1973ء میں نشر و اشاعت کا آغاز حلب میں شروع کیا۔ ان کے سامنے اسلامی کتب کی نشر و اشاعت اور اسلامی مکتبہ کے کاغذات مقصود تھا۔ 1980ء میں دور یا (شام) میں دائیں بازو سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے مہینہ دو ہجرت کر دیا گیا۔ جب ہزاروں کی تعداد میں لوگ پناہ لینا مذہب اور عقیدہ دیکھا کر محقق ممالک کو ہجرت کر گئے۔

بلاشبہ یہ دور نہایت مشکل تھا۔ استاد عبدالقادر بھی وہاں سے اپنا دین اور عقیدہ دیکھا کر تھک رہے تھے۔ آئے اور اس شہر نے ان کے لیے اپنے بازو دار کر دیے۔ یہاں اپنی ٹوٹی چھوٹی تجارت کو انھوں نے نئے سرے سے شروع کیا اور انتھک محنت اور خدا و خدا سے توفیق کی بنیادی چند برسوں میں ان کا شمار مصر کے ممتاز کاروبار میں ہونے لگا۔ پہلے مرحلے میں حلب میں شائع شدہ کتب کو دوبارہ شائع کیا گیا۔ قارئین کی زمین علمی لحاظ سے بڑی زرخیز ہے۔ یہاں آپ کو کتب خانہ عالم میں گئے۔ چاند بازہ کا شمار بلاشبہ دنیا کی بڑی اور قدیم ترین جامعہ میں ہوتا ہے۔ یہاں ایک لاکھ سے زائد طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ بد قسمتی سے وہاں کے حالات اور ظروف ایسے ہیں کہ بیشتر طلبہ، اسکے پیر سے نسبت بری سے مزین نہیں ہیں۔ نجی کلاس میں یہ طلبہ مشہور ہے کہ مصر کے علماء کو تین چیزیں معاف ہیں: ڈاکٹر کی اسکرٹ اور ام کلثوم۔

اب الحمد للہ یہاں کتاب و سنت کی وحوت کے نتیجے میں بڑا انقلاب آ چکا ہے۔ مذکورہ قاضی صاحب کم ہوتی ہیں۔ مشہور مفتی ام کلثوم کا محض نو چکا ہے۔ پبلک مقامات پر سگریٹ چٹا گیا جاتا ہے۔ اور علماء نے اب اپنی فاضل رکھ لی ہیں۔ واصل جن حالات سے مصر کے لوگ اگڑے ہیں، اقدس حال لوگ خوب سمجھتے ہیں کہ ان کی ہجرت یوں کیا تھیں۔ بہر حال آج کل بلکہ کئی برسوں سے یہاں امن و سکون ہے۔ ہم وارا سلام (قاہرہ) کی بات کر رہے تھے کہ چند برسوں کے بعد اس دور سے بڑی بڑی کتابیں شائع کرنا شروع کریں جن میں اہم اور بڑی اچھی ڈی کے رسائل شامل تھے۔ 2004ء میں اٹلس القاہرہ بڑی شان و شوکت سے شائع ہوئی۔ فاضل مؤلف نے اس کے ساتھ ساتھ اٹلس الفوجات، الإسلامیہ کی تیاری بھی شروع کر دی تھی۔

اس کام پر کم از کم 8 سال لگ گئے۔ ہر محضرت اس کام کی ہدایتوں سے آگاہ ہیں و خوب جانتے ہیں کہ کتنا مشکل اور صبر آزما کام ہے۔ بہر حال 2005ء میں یہ خواہ صورت کتاب شائع ہو کر قاہرہ کو کتاب سلیک میں چھٹی کر دی گئی اور پھر چندی میری نظر اس فہم پر پڑی تھیں میری حالت تو یہ ہے کہ میں خوش آواز ہوں۔ خواہ صورت کتابیں میری کروری ہیں۔ میری زندگی کا ایک اصول ہے کہ اگر میں کسی بھی کتب خانہ میں داخل ہو جاؤں تو لازماً وہاں سے کوئی نہ کوئی کتاب خرید کر لے آؤں۔ میرے لیے ممکن ہی نہیں کہ اس لیے فہم پر قابو پاؤں اور کتاب نہ خریدوں۔ کتنی عرصہ دیا ہوا کہ مجھے یقین میں ایک سطور میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں کتب خانہ زبانی میں ملتی ہیں جن کا ایک لاکھ لکھی تھیں آتا مگر میری حالت یہ ہوتی ہے کہ علیحدہ اس کتاب کا خواہ صورت ملے آؤ گے۔ اس کا کاغذ بڑا اچھا ہے۔ اس کی پختہ اور اس کی کنگ بڑی عمدہ ہے۔ چھپنے آؤ شلوں کو دکھائیں گے۔ اور پھر میں لازماً کتب خانہ لے کر آؤں۔ سفر سے واپس آئے میرے سامان میں سب سے زیادہ کتب ہوئی ہیں۔ اٹلس الفتوحات الاسلامیہ

کو دیکھا تو میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ میں نے رات ہی ان کتاب شروع سے آرتھک، کچھ ڈاکا، کشتے دیکھنا چاہا کیا۔ واصلی مجھے تاریخ سے محبت ہی نہیں عام میں عشق ہے۔ میں تو در میں اپنے ان کاپدین کو دیکھتا ہوں جنہوں نے اسلام کے پرہیزگار ہندو کھا اور پندسوتھی و نصرت کے جھٹلے گاڑے۔ میں مئی 1986ء میں پہلی مرتبہ ترکی اور شام گیا تھا۔ دمشق سے حلب اور حماہ کا راستہ طے کرتے ہوئے چشم قصور میں اسلامی لشکر کو مسلسل آگے بڑھتے دیکھ رہا تھا۔ میں تو ان راہوں کی صداں میں تھا جہاں سے کاپدین کر رہے اور لوگوں کو امن و سلامتی کا پیغام دیتے ہوئے مسلسل آگے بڑھتے چلے گئے۔

محترم قارئین! میں انسان نہیں لکھ رہا ہوں۔ یہ میرے دل کی آواز ہے۔ میری اسلامی تاریخ یوٹی یوٹی صورت ہے۔ میرے اسلاف نے دین محمدی کو پھیلانے کے لیے بے شمار قربانیاں دیں۔ انھوں نے اپنا آرام اور سکون بچ کر طاقت کو ملیا سیٹ کر دیا۔ میں یہ دعویٰ نہیں کروں گا کہ میری اس دن سے خود بخود کسی کتب خانہ تو حیات اسلام پر مبنی شائع کردہں گا مگر یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ اس رات سوئے کے لیے بستر پر لیٹا تو میں اس بات کا حیرت کر چکا تھا کہ اردو جاسنے دالوں کے لیے اس کتاب کو اردو میں شائع کرنا میرے اوپر فرض ہے۔ میں اپنی فوجوں کو اپنے اسلاف کی قربانوں سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں اور پھر میں نے اپنی خودمختار نگاہیں بھائی اور عزیز محمد القادر بکار سے کیا اور ان کے صدور دفتر میں بند کر دیے۔ لیے ذرا کرات کیے۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ ترجمے کا کام کوئی آسان نہیں ہے۔ بلا امتحان طلب اور صبر آزا کام ہوتا ہے۔ حقوق کے سلسلے میں میرے مطالبات بڑھتے چلے گئے۔ اور پھر برادرس اور حاضرین کی مرموری تھی۔ میرے دلائل کافی محرقہ تھے۔ میں نے ظہیر رقم کی پیشکش کر دی تاکہ وہ کارڈ کر سکیں۔ بالآخر غرضیں گفتگو کے بعد ایک معاہدہ طے پا گیا۔

دارالاسلام (الربیع - لاہور) کے سامنے کچھ حتما میں، کچھ عزائم ہیں جن کی تکمیل کے لیے وہ دن رات کام کر رہا ہے۔ اور وہ یہ ہیں کہ ہم اپنی نسلوں کو کتاب دست پہنچی لاپرواہی کرنا چاہتے ہیں اور بتانا چاہتے ہیں کہ اسلاف کے کیا کارنامے ہیں۔ میں ہر روز ایک دعا مانگتا ہوں کہ اے اللہ! مجھے اچھی فہم عطا فرما۔ اچھے فہم عطا فرما۔ میرے رب نے میری اکثر دعائیں قبول فرمائی ہیں۔ اور آج اللہ بھری دنیا میں کم و بیش 250 سے زائد افراد وادری ہم میں شامل ہیں۔ میری خوش قسمتی ہے کہ میرے شخصی تعلقات مختلف مکاتب فکر کے لوگوں سے ہیں۔ میں ان کا احترام کرتا ہوں۔ وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ دارالاسلام قاہرہ کے مدیر اور مالک جناب محمد القادر یار بھی لوگوں میں سے ہیں جن کے ساتھ میرے کاروباری تعلق ہیں بلکہ ذہنی اور فکری تعلقات ہیں۔ میں ان کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے میری درخواست کو شرف قبولیت بخشا۔ ہم نے ایک معاہدہ کے تحت اس کام کا آغاز کیا۔ علوم تاریخ و جغرافیہ اور مابینات کے شیاد اور دارالاسلام ریمبرج سنٹر (لاہور) کے شہید سیرت و تاریخ کے انجارج جناب عمن فارانی نے اس کا ترجمہ ہی نہیں کیا بلکہ عربی نعتوں کو بھی اردو میں ڈھالا ہے۔ عربی کتاب کے متن اور نعتوں کی غلطیوں کی اصلاح کے ساتھ ساتھ انھوں نے مقامات وعلامہ اور بعض واقعات کے حوالے سے جو بھی حوالہ بھی رقم کیے ہیں جن سے باتس کی افادیت و فائدہ ہوتی ہے۔

اس کام کا ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے۔ میرا حسن فارانی صاحب سے اس دوران میں مسلسل رابطہ رہا ہے۔ میں اس سلسلے میں جو مشورے دے سکتا تھا اپنے تجربات کی روشنی میں عرض کرتا رہا۔ تاثر کی خواہش ہوتی ہے کہ کتاب جلد از جلد مارکیٹ میں آئے محققین کی اپنی مجبور باں ہوتی ہیں۔ وہ جب تک ہماری تحقیق نہ کر لیں اس وقت تک آگے نہیں بڑھتے۔ بہر حال یہ ایک مفید کام تھا جو اللہ کی توفیق سے مکمل ہو گیا ہے۔ اپنی خوش

میں ہم کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں اس کا فیصلہ قارئین کریں گے۔ بہر حال بخیری کوروہوں کا اعتراف ضروری ہے۔ وہ اسلام کے کسی کام میں بھی اگر کوئی خرابی ہے تو یہ محض میرے رب کا غفل و کرم ہے۔ اور اگر کوروہی اور غامی ہے تو اس کی ذمہ دار اہل اسلام ہے۔ تاہم قارئین کی تجاویز اور مشوروں کا ہمیشہ سے احترام کیا جاتا ہے۔ کوئی بھی مشورہ یا عہد و تجویز میرے علم میں آ جائے اسے کم ہمتی بھونچوں ہوں اور اہل کالی حد تک اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس لیے قارئین سے درخواست ہے کہ ہمیں اپنے مشوروں اور تجاویز سے ضرور آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ایلیٹن میں ان اصلاحی و فنی اور عمدہ تجاویز پر عمل کیا جاسکے۔

جناب محسن قارائی نے اٹلس الفتوحات الاسلامیہ (عربی) کے نقشوں میں پائی جانے والی متن اور پرباف کی اصلاح کی کچھ بھی کی ہے، مثلاً ان کی حقیقت کے مطابق:

① ابتدائی ترکی کا ایک شہر چنقلہ (Canakkale) ہے جسے عربی اٹلس کے مختلف نقشوں میں دو مختلف طریقوں سے "چنقلہ" اور "شا کالار" لکھا گیا ہے مگر کتاب کے متن میں "چنقلہ" چھپا ہے جبکہ اہل الذکر درست ہے۔

② اناطولیہ کی ایک ترک ریاست "گرمان" بھی جس کا نام عربی اٹلس کے نقشوں میں کرمان، برمان، قرمان اور گرمان، یعنی چار مختلف طریقوں سے درج ہے جبکہ اہل الذکر صحیح ہے۔ اسی طرح "گرمان" کے مشرق میں واقع ترک ریاست "قرمان" یا "قرمان" قسمی جس کا دارالحکومت قرمان تھا مگر اس ریاست کا مختلف نقشوں میں تین طرح سے قرمان، قرمان اور کرمان چھپا ہے جبکہ اہل الذکر درست ہے۔ ذکرمان، دراصل ایران میں ہے۔

③ اناطولیہ کی ایک اور ترک ریاست "دوانقلہ" کا نام عربی اٹلس کے بعض نقشوں میں غلاطیر ہے "دوانقلہ" اور "دوانقلہ" چھپا ہے۔

④ مغربی ایران کے ایک علاقہ "کورستان" کو عربی اٹلس کے نقشوں میں ایک جگہ "لارستان" اور دوسری جگہ "بلا والور" (کورستان) لکھا گیا ہے جبکہ لارستان جنوب مغربی ایران کے ایک علاقے کا نام ہے جس کا صدر مقام شہر "لار" ہے، اور "لارستان" یا "لورستان" شہر "لار" یا "لور" سے منسوب ہے۔

⑤ اٹلس (عربی) میں بخارہ کے شہر راہچین کو زیادہ تر نقشوں میں "روہین" اور ایک جگہ "روسکلف" وغیرہ میدان جنگ کو پوس کو ایک نقشے میں نیلہ پولیس جبکہ دیگر نقشوں میں "نیولی"، ترکی کی جنوبی بندرگاہ علائیہ (۱۰۰۰ء) علائیہ، شمالی ترکی کے شہر "اسکلیپ" کو "سکیپ" اور "اسکلیپ" اور رومانیہ کے دارالحکومت بخارست (Bucharest) کو ایک نقشے میں "بخارست" اور دیگر نقشوں میں "بخرش" درج کیا گیا ہے۔

⑥ عربی اٹلس کے نقشوں میں یونان کے شہر ترکیکقلہ (Trikkala) کو دو طرح سے طبرہا، اور شہرہا لکھا گیا ہے جبکہ شمالی یونان کا شہر ستدیر (Kastoria) بجز کراسیر "بن کیا ہے۔ یونانی شہر کالوا (Kavalla) کو تین "قول" اور تین "کائی" لکھا ہے۔ بخاریہ کے شہر قستیریل (Kystendil) کو ایک نقشے میں قسطیریل اور دوسرے میں قستیریل درج کیا ہے۔ سرینا کا شہر "قیض" دوسرے نقشے میں "عیش" نام لایا گیا ہے۔ اناطولیہ کا شہر اربلسان (Arabisus) یا اربلسان بعض نقشوں میں قیصریہ (قیصری) کے مشرق میں درج ہے مگر اسے ایک نقشے میں "عرب صول" کے نام سے قیصریہ کے قریب میں دکھایا گیا ہے۔

② عربی فلس کے نشوونما 50 میں عراق کے شہر "کوتہ" اور "سکرہ" کو دو الگ الگ شہر رکھا گیا ہے جبکہ یہ ایک ہی شہر ہے اور اس کا موجودہ نام وکرا ہے۔ اسی طرح عراقی شہر بلوہا مارجرل کہا گیا ہے، جنہوں کے طور پر دکھائے گئے ہیں جبکہ بلوہا رہی کا موجودہ نام قول کہا ہے۔ قول کہا ہے۔ ہدف کی غلطی سے "قول" بنا دیا گیا ہے۔

③ فلس (عربی) میں کریم کے کچھ حصے کی فتح "ایام رابعہ" میں بتائی گئی ہے۔ درحقیقت چٹاؤ کے ہاتھوں یہ فتح عہد یزید بن معاویہ (60ھ) 84ھ میں ہوئی تھی اور چٹاؤ 80ھ میں وفات پانگے جبکہ ولید اول بن عبدالملک اور یزید ثانی بن یزید ثانی دونوں بعد میں بمصر اقتدار آئے۔

④ عربی نسخے میں "فتح آرمینیا" کے ضمن میں آرزون اور چالغلا (ارزن الروم) کو ایک شہر "چالغلا (ارزن)" کے واسطے ہونے ان کی فتوحات کو مندرجہ کر دیا گیا ہے، حالانکہ "ارزن" (فتح 639ھ) اور چالغلا (فتح 645-46ھ) دو الگ الگ شہر ہیں اور چالغلا (ارزن الروم) اب ارضی روم کے نام سے مشہور ہے۔

⑤ فلس (عربی) میں اندلس کے اموی حکمران عبداللہ بن محمد بن عبدالرشید الاوسل (موتی 300ھ) کا نام عبداللہ بن موسیٰ بن نصر دیا گیا ہے جو درست نہیں۔

⑥ عربی فلس میں آذربائیجان کے شہر "اسپراکان" (Vasurakan) کو شین ملکا سے صرب کر کے پہلے "اسپراکان" (اسپراکان) اور پھر "اسپورکان" لکھا گیا ہے، حالانکہ یہ دو الگ الگ شہر نہیں بلکہ ایک ہی شہر ہے جو کہ اسپراکان ہے۔

یوں لاکھ ناموں کے ناموں کے تقاضات و ذکر کرنا اور درست ناموں کے درجہ اوقات و صومنا اور متغیروں میں مقامات کا تحکیم و تحکیم نہیں کر سکتے اور تھما۔ تاریخوں اور تہن کی غلطیاں اس پر مستزاد ہیں۔ یہ کام اس لیے بھی تحقیق طلب تھا کہ فلس فتوحات اسلامیہ (اردو) کو بعد میں انگریزی میں بھی منتقل کر دیا تھا۔ بہر حال حسن فارابی صاحب اور ان کے ساتھی یزید عربی ریزی سے اس مشکل کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب رہے ہیں اور انھوں نے متن کے ساتھ قدیم و جدید تاریخ و جغرافیہ پر مبنی جو تحقیقی و تاریخی حواشی لکھے ہیں وہ انتہائی مفید ہیں۔ مختصر حواشی زور رنگ میں دیے گئے ہیں اور طویل حواشی کا رنگ ہلکا کر دیا گیا ہے۔

"اطلسیات و مشاہیر" میں انھوں نے عقیدہ بن تالیف بیان کیا، طارق بن زیاد، زینتہ اور محمد بن قاسم جنت کے احوال بھی شامل کیے ہیں اور زینتہ ناں اور بنو قلیان کے تحریرے میں اور درست کیے ہیں۔

خاں وہ انہیں انھوں نے انہیں اضافی نقشے بھی شامل فلس کیے ہیں جن سے فتوحات اسلام کے مختلف ممالک کی موجودہ سرحدیں واضح ہوتی ہیں اور مختلف شہروں اور مقامات کے بارے میں اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اب کس کس ملک میں واقع ہیں۔ فتح قسطنطنیہ کے حوالے سے وہ اضافی نقشے بھی دیے ہیں۔ یوں انھوں نے شہروں، دیاروں، انجیلوں اور دیار، اقصاء کے قدیم اور جدید نام اور مفید معلومات شامل کر کے فلس کو ایک جامع انسائیکلو پیڈیا بنا دیا ہے۔

یہاں میں ضروری سمجھتا ہوں کہ جس قسم نے اس کام میں حصہ لیا ہے ان کا بھی ذکر ہو جائے۔ اردو فلس کی تیاری اور ہدف غولی میں فارابی صاحب کو حافظ قرشن، حافظ اقبال صدیق اور مولانا محمد عمران اقبال کا خاندانی تعلق حاصل رہا، ہاتھوں حافظ قرشن نے عربی فلس کے آخری حصے "پہلیات و حلیات" کا ششہ اردو میں ترجمہ بھی کیا۔ شرف علی نے فارابی صاحب کی گرامری میں کچھ پر اردو نقشے بڑی محنت سے ڈیزائن کیے،

افضل احمد نے کچھ رنگ کی ذمہ داری نبھائی۔ آرٹ ڈائریکٹر جناب زاہد سلیم چوہدری اور آن کی ٹیم کے اراکان حافظہ کاشف ظہیر محمد عظیم کامران، محمد نسیم اور علاء الرحمن باقیب نے با تصور مزاج انٹیکٹ سے کتاب کے کسٹمن میں قابل قدر اضافہ کیا، انصاف زاہد سلیم صاحب نے اسلامی تاریخ کی نادر مساجد اور دیگر عمارت کی تصاویر کا انتخاب بڑی تندی سے کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ اور حافظہ محمد اعظم احمد سلہرہ دارالاسلام لاہور کا ہیں، بجا طور پر شکر گزار ہوں، جن کی نگرانی میں اعلیٰ فنی حالت اسلام ایچ (ارزو) کا عظیم الشان کام پایہ تکمیل کو پہنچا ہے۔ یہ مقام شکر ہے کہ اس کتاب کے افکاش ترستے پر کام جاری ہے اور وہ جلد ہی ان شاء اللہ مارکیٹ میں دستیاب ہوگا۔ اسچے مناسب وقت پر اس قیمتی کام کو دنیا کی دوسری زبانوں میں بھی منتقل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

قائد کین سے گزارش ہے کہ ہماری یہ کوششیں یہود خاطر چوں تو وہ یہ ہم آ کر محم سے ہمارے حق میں قدیرت اور مغفرت کی دعا فرمائیں۔

خادم کتاب و سنت

عبدالمصطفیٰ ملک جمالیہ

مدیر دارالاسلام بالریاض، لاہور

رمضان 1428ھ / ستمبر 2007ء

تقدیر

اللہ کے رسول ﷺ نے بیعت کے بعد کہی: جس نے اسلام لے لیا میں نے اسے جہنم کا دروازہ بنا دیا اور جس نے کفر کیا میں نے اسے جہنم کے کھنڈر بن دیا۔ یہ سن کر اسے آپ کی ولایت کا اظہار سے نیکار کر کے لوگوں سے بے وعان بن گیا۔ جس نے خدا کے لئے جان کا نکتہ سے پیشگی بائیکاٹ کیا اور دنیا و مال والا کرام کی عبادت کر کے انہوں سے تقویت و بہت حاصل کر لی۔ یہ انسانی کی عزت و جان اور دنیا کا نکتہ اہم قرار دیکھ کر یہ رشتوں کو بے وقعت بنی، یہ تمام چیزوں کی عزت اور اچھوتوں سے محبت کا سلسلہ اپنا کر مردوں اور ضرور مردوں کے مداخلہ اور ڈاکا ڈھکیا: جھوٹا ورہ، نصرت اور غرضی سے بے پروا ہو کر دنیا و مال پر غلبہ جڑوں سے اتار ڈالا۔ اور نصرت کی بات سے یہ کس کی ضرورت اور یہ بے ضرورت بات یہ بے غرضی اور کس کی بات سے یہ غلبہ و غرضی ہو کر اور اس کی حد سے تر گئے۔ انھوں نے آپ کے بغیر اور آپ کے بغیر اور کرم و رشتوں پر اپنے لئے کھانے کو اسی کھڑکھڑا کر چلے جانے لگا۔

ان تیرہ سالہ میں آپ کا مقصد یہ تھا کہ ایک طرف طور پر ہر طرح کے ستم اٹھائے اور جواب میں ہر ایک سے شفقت اور غیر خودی کا سلوک کیا، گالیوں کا ٹھکنا اور جواب میں، غامضی میں، غلظت میں اور احسان کے لیے ہر بھیجی ہوشوں کی طرف سے کیے اور قدر بڑھا کر سزاؤں کے قتل کے کوہ پہنچے ہوئے، آپ راستہ والے ان کے گھیرے سے نکلے اور وطن چھوڑ کر رہنے میں پناہ لی۔

[illegible]

ہر جن لوگوں سے ملائی کہ پہلی سے پہلے (جہاں کی) عازرت دینی تھی اس لیے ان کے ہر کلمہ اور ہر جملے خدا کی طرف ضرورتاً ہے۔ وہ درگاہِ نقیضین میں سے گھر میں سے تاج محل کا ایک عرصہ اس لیے دیکھتے ہیں: ہمارا اور اب اس کے ہوا اور انڈیا میں سے بعض کرائیوں کے دے دے۔ (پس) کراچی کا قیام جہاں میں اور گھر سے اور (موجودی) عمارت خانے اور سیر میں سے آزاد جہاں میں اس کا کام کمزور کر دیا گیا ہے اسے اور انڈیا میں رہاں کے دھڑکے اس کے (کون) کی مراد ہے، اس لیے کہ ایک اہمیت سے توات اور خوب خالی ہے۔ (پس) اور گھر

(جس) کہ جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخش (جو) وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، اور نیک کاموں اور برائی سے روکیں، اور تمام امور کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔⁹

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اذن جہاد کا یہیں منظر بتایا، دنیا میں نیکی اور اچھائی کی جگہ کے لیے اس کی ضرورت کو واضح کیا اور انسانیت کے لیے اس کے کٹھن صورت و شرائط کی تجویز دی۔

اسلامی جہاد جس طرح ان آیات میں بتایا گیا، نظم و تم اور جارحیت کو روکنے کے لیے تھا، کسی جارحیت کے لیے نہ تھا۔ مدینہ کو مشنوں کے قلم سے بچانے کے لیے مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے دستوں نے مدینہ کی حدود کی حفاظت کا سلسلہ شروع کیا، ان سرایا کا بنیادی مقصد مدینہ کی حفاظت کے لیے رکھا گیا تھا۔ پھر جب یہ بات واضح ہوئی کہ اہل مکہ نے اپنے ہائی دسائل بکھا کر کے اس غرض سے انہیں تجارت میں لگا لیے کہ اس کی آمدنی سے مسلمانوں کے خاتمے کے لیے ہتھیار مہیا کریں تو اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ لڑائی کی خود مدینہ کی حدود کے اندر سے گزر کر جارحیت کی نالی تجویز کی گئی کہ اس سلسلے کو روکا جائے۔ مسلمانوں کی طرف سے اپنے دفاع کے اس حق کو استعمال کرنے کی کوشش، جب کامیاب بھی نہ ہو سکی تھی، اہل مکہ کی طرف سے ایک نئے اور مظہم شیطا کا پیش قدمی ہو گئی۔

پھر میں مسلمانوں کی ایسی جمیعت کو جو جنگ کے لیے مستعد تھی نہ تیار، ایک تین ماہ کی مظہم اور مسلح فوج کے چار حادہ خطے کا سامنا کرنا پڑ گیا۔ ہم اٹھانے والے سب سے مرصمان مسلمانوں کی اس پھولنی سی جمیعت کی طرف سے جان فانی کے قریب پہنچی جو مدافعت سامنے آئی اور اللہ نے اس پر انہیں جیسی نصرت سے نوازا اس سے آج تک وہی جہاد کا اسلوب متعین ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں قیدی بننے والے قریشیوں کو ہم مانوں کی طرح نکلا اور اس بخت کے دستور کے مطابق ان کو قتل کرنے کے بجائے انتہائی معمولی فدیہ پر اور بعض تادافہ یوں کو فدیہ کے بغیر ہی آزاد کر دیا۔ مشرکین نے اس کے بعد بھی مسلمانوں کو جھوٹے سے کچا پکڑ کر اہل مکہ کے باہر فرخت کیا جنہوں نے میدان جنگ میں اپنے قتل ہونے والے عزیزوں کے بدلے ان مسلمانوں کو قتل کیا۔

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے انتہائی نرمی کے باوجود قریش مکہ کی یک طرفہ دشمنی کی آگے دھنڈا کر کے کہنے کے لیے آپ کی ہر کوشش ناکام ہو گئی اور اگلے سال کی فوج پھر سے مدینہ پر حملہ آور ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی شوری کے فیصلے کی پابندی کرتے ہوئے مدینہ سے باہر نکل کر احاد میں حملہ آوروں کو روکنے کی کوشش کی اس بار مسلمانوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا لیکن آپ مدینہ کے دفاع میں کامیاب رہے۔

قریش کو اب یقین ہو گیا کہ وہ مکہ اور اردگرد کے قحاک کی پوری طاقت استعمال کر کے بھی مدینہ پر قابض نہیں آ سکتے، اس لیے انہوں نے عرب کے بڑے بڑے جنگجو قبائل کا اتحاد قائم کر کے شمال و جنوبی میں پھر مدینہ پر حملہ کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے دفاع کے لیے ایسی حکمت عملی اپنائی کہ قریشیوں کا چانی نقصان نہ ہو۔ مسلمانوں نے قبضہ اور انتہائی نامازگار حالت میں جان لیوا مشقت سے کام لے کر مدینہ کے ارد گرد خندق کھودی تاکہ حملہ آور مدینہ میں داخل نہ ہو سکیں۔ قریش تک اور خود مدینہ کے دفاع کے معاملے میں حرکت کرنے والے یہودیوں نے مسلمانوں کی عورتوں اور بچوں کو لاش نہ جانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ مسلمانوں نے مجید پھر ایک ک کی شدت برداشت کی لیکن آخر کار قریشیوں میں خونریزی روکنے کی حکمت عملی کامیاب رہی جو رسول اللہ ﷺ نے اختیار فرمائی تھی۔

قریش اپنے اتحاد میں سمیت ناکام ہو گئے تو مدینہ کے دفاع کا انتظام یہ تھا کہ آگے بڑھ کر قریش کی قوت تو زوری جائے۔ لیکن اس کے برعکس

⁹ المبح 39:22-41

رسول اللہ ﷺ نے خود آگے بڑھ کر قریش کو پرہیز گاہی کا اصول قبول کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی ہجرت ہو جائی مگر فتح مکہ بھی ہتھیار نہ بیٹھتا تھا۔ سب سے پہلے چھوڑ کر عرب کے لیے مکہ رہا نہ ہوئی۔ مقصد یہ تھا کہ عرب کے مسلمہ دستور کے مطابق حرم میں ایک دوسرے کی جانوں کا احترام کریں اور مسلمان عموماً اگر کئے تین دن کے اندر واپس آ جائیں تاکہ مشرکین کی کیج طرف دہشت اور اس کے تحت مدینہ پر حملوں کے بجائے پرہیز گاہی کا مسلحہ شروع ہو۔

آپ نے یہ اہتمام فرمایا کہ سیدھے مکہ میں داخل ہونے کے بجائے قریش کے ساتھ پیغام رسائی کی تاکہ وہ جلد بازی کی بجائے کوئی حافقت نہ کریں۔ قریش نے خود اعلان سے کام لے کر مسلمانوں کو روکا۔ آج تک ایسا نہیں ہوا تھا کہ عازمینِ حرم و اور قربانی کے جھجھک اور بیت اللہ کی طرف لاسکے نہ رہے ہوں، چاہے وہ کسی بڑے سے بڑے دشمن کے کیوں نہ ہوں، انہیں واپس کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے انجانی غل سے کام لیا اور ایسے معاملے نہ اٹھائے کہ ایسا جس کی شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں۔ جس طرح قرآن نے کہا یہ معاملہ دینی مسلمانوں کے لیے فتح متین تھا کیونکہ اسلام کا حقیقی مقصد یہی تھا اور آخرت میں انسانی جان کا تحفظ ہے۔ اس معاملہ سے نہ دینا میں خیر پر ہی کا ایک سلسلہ رک گیا اور آخرت میں بھی زیادہ سے زیادہ جانوں کے تحفظ کے امکانات میں اضافہ ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس معاملہ سے کسی مکمل پابندی کی۔ قریش نے اپنی جہالت اور طاقت کی بنا پر اس معاملہ سے ایک طرف قطع پر توڑ دیا اور ان کی شہر آپ ﷺ کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ کو جس کی بڑی تعداد مسلمان ہو چکی تھی، میں حرم کے اندر کوٹ بھوک کے عالم میں قتل کیا گیا۔ اس پر بھی رسول اللہ ﷺ نے قریش کو براہِ سب سے اور عہد شکنی اور عزا ادا بدلے لینے کے بجائے غور و خیر سے اجتہاد اور انسانی جانوں کی بچا ہے۔ بنو نضیر کی ہوں رہا سستی کے خواہ سے وہ اقدام کیا جس کی بغیر انسانی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ آپ انجانی راہِ واداری سے نہ کی طرف بڑھے اور قریش سے سر پر کھینچ کر ان کے سربراہ بنو نضیر کو بلوا کر مسلمانوں کی عظیم الشان فوج کا کھارہ کر دیا جس کے متعلق قریش میں طاقت تھی نہ ہوا دیا سوچ سکتے تھے۔ پھر ان پر کوئی شرط طے کرنے کے بجائے ان لوگوں کو چٹا دینے کا اعلان فرمایا جو حرم یا کسی چار دیواری کے اندر درج وادار پر آ کر کسی طرح شرارت نہ کریں۔ فتح مکہ دیا اور آخرت میں انسانی جان کے تحفظ کے اسلامی مشن کی بہت بڑی فتح تھی۔

اس سے پہلے خزودہ خیر کے موقع پر جہاں یہودیوں کے آٹھ گھروں کا ایک سلسلہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے عقلمند قلعوں پر لشکر کشی کے لیے فوج کی توجہ کی ذمہ داری مختلف صحابہ کرام کے سپرد فرمائی۔^۱ اس طرح آئندہ کے لیے تربیت کا اہتمام ہو گیا۔ قلعہ ہاشمی ہم کی قیادت آپ نے حضرت علیؓ کی بیٹہ کے سپرد فرمائی۔ حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں سے جھنڈا وصول کرنے کے بعد مردان کیا یا رسول اللہ! کیا میں ان سے جنگ نہ کروں؟ تو کہہ دیجئے (مسلمان) ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا: سیدھے جاؤ ان کے سامنے کے میدان میں، پھر انہیں اسلام کی دعوت دو۔ اللہ کی قسم! تم ہمارے دو بیٹے اللہ کی ایک انسان کو جا چکے ہو۔ تو یہ تمہارے لیے اعلیٰ درجہ کے سرخ اونٹوں (اس زمانے میں عربوں کی کھربوں میں دیا کا قیمتی ترین مال) سے بھرے۔^۲ ماز میں اور مالی دے دے اور لیے مشرکین کو مسلمانوں پر حملوں کے لیے اکسانے والے یہودیوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا مشن یہی تھا کہ وہ دیا اور آخرت میں بچ جائیں۔

^۱ ترجمہ المصباح عربی، 371، 368 و بعد۔
^۲ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب خزودہ، بخیر۔

7۔ میں سفیر نبوت، حادث، بن عمر ازادی، کوفہ لائی، نصران نے عبید کریم کا تھا جس پر تاجی کا وردائی کے طور پر غزوہ مودئی کی قربت آئی۔
 ورمال بعد آپ ﷺ کو رمیوں کی طرف سے سبط کی تاجی کی جرین کر غزوہ کو تک کے لیے جانا پڑا۔ آپ نے ان کی حدود سے باہر عرب کے اندران کا اٹھا رکھا، سبط کا آواز نہ فرمایا۔ جب وہی عرب کے صحرا میں آ کر مسلمانوں سے لڑنے پر آمادہ ہوئے تو آپ نے خود ملہ آدروہوں کے بجائے وادی کا فیصلہ کیا۔

نبی ﷺ نے اپنے آخری ایام میں، وہیں کے خلاف اسلام بن زید بن جہل کی قیادت میں ایک لشکر تیار کیا جس نے عہد مدنی میں اردن کے علاقے پر یافا کی اور وہ لوگ کثیر کر دیا کہ پہنچائے جنھوں نے غزوہ مودعہ میں اسامہ بن جہل کے والد بن عبد اللہ بن جہل سمیت تین مسلم راہروں اور دیگر مجاہدین کا شہید کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد ان خطرات میں مزید اضافہ اس طرح ہوا کہ روم اور ایران کی سرحدوں کے قریب رہنے والوں نے بنیادت اور امرہ اور کاراست اختیار کیا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سالوں کو سب سے پہلے ان سے چٹھان چڑا اور بعد میں وہ یونانی و عجم کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ ساری جنگیں جو اسلامی قوت حاکم پر ختم ہوئیں انہیں جنگوں کا تسلسل جس جہاں جہاں عہد میں مسلمانوں پر مسلط کی گئیں۔

رسول اللہ ﷺ کے معاشی کا حال ان میں شریک ہوئے۔ اسے معاہدہ کی راہیات سے محفوظ ہو کر آ چند فلوں تک منتقل ہوا۔ بہت سے شریک، نے اپنے اپنے مشاہدات اپنے شاگردوں کے سامنے بیان کیے اور اس طرح ان جنگوں کی تفصیلات تکلیف ہوئیں۔ یہ کسی ایک سرکاری واقعہ نہیں کی تین کردہ تفصیلات نہیں تھیں سے وہ اپنی مرضی کا نقشہ عرب کرتا ہے۔ یہ مختلف شریکوں کی طرف سے اپنی آپ حقوں اور مشاہدات کا آزادانہ بیان ہے کہ کیا جس اس سے زیادہ قاطع اور اطمینان بخش ہیں۔

مختلف بیان کرنے والوں نے فرصت کے مختلف مواقع پر مختلف لوگوں کے سامنے جو تفصیلات بیان کیں، وہ نہ صرف ایک، دوسرے کی توثیق کرتی ہیں بلکہ واقعات اور ان کے پس منظر کی ایک مزید تصویر پیش کرتی ہیں جس سے ہر پہلو اگلی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ اور ہر یہ اسامہ کے قاتل خمر سلسلہ احاد کے ذریعے آگے منتقل ہوتا ہے۔

عہد رسالت کے بعد کی قوت حاکم کا زیادہ تر مواد اسی اسلوب کے مطابق بیان ہو کر پہنچا ہوا اور مؤرخین نے اس مواد کو بیان کرتے ہوئے وہی کڑے اصول سامنے رکھے جو محدثین کے ہیں۔ اسے ان کا یہ پلہ یا آفت اسلام میں تاریخ کے موضوع پر لکھنے والے مشہور مؤرخین آج کے آرسب نے یہ مشاہدات دی کہ چونکہ علم الحجاز کی اور باطل علم حدیث سے تھا اس لیے تاریخ نویسی کے اسلوب تاالیف پر اسناد کے استعمال کی وجہ سے بڑا اثر پڑا۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت سے عربوں کی تاریخی معلومات کی اختصامی صفات میں اور ان معلومات کی تجدیدی جست میں مقیم انسان تہذیبی پیدا ہو گئی۔ یہی حال کچھ کر جہلی عربوں کی بات کا احساس ہوتا ہے کہ ہم مسلم تاریخ کے شمار سے جنھوں زمین پر کھڑے ہیں۔⁶

اس اسلوب کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ بیان کرنے والوں کا جائزہ لے کر لکھنا کوشش سے اقل کیا جاسکتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ ایک کی بھی موجود رہتی ہے کہ مختلف روایات کو یکجا کر کے ایک مسلسل اور متصل تصویر پیش کر لے گا کہ کسی کسی مکتب کا مندرجہ ہوتا ہے۔

خلیفہ راشدین کے زمانے میں عراق، ایران، خراسان، مادراء، اسی شام اور شمالی افریقہ کی قوت حاکم کے احوال انہیں قبائل کے راہروں کے ذریعے سامنے آئے جو ان جنگوں میں شریک تھے، مثلاً: مشرقی قوت حاکم کی تفصیلات قبیلہ ازاد اور قبیلہ کے راہروں کے ذریعے سے محفوظ ہوئیں۔ ان

6۔ اور اسے ان کا یہ پلہ یا آفت اسلام، ماداء، تاریخ، مقیم، ازاد، آرسب

بالفاظی کم رفتار رکھتے تھے۔

ان مومنین نے کچھ ایسے اسباب بھی گنوا دیے ہیں جو کافی حد تک درست ہیں، مثلاً: یہ کہا گیا کہ مسلمان زیادہ اضعاف پسند تھے اور انسانوں کا اس طرح انحصار نہ کرتے تھے جس طرح اس وقت کی یونانی سلطنتیں کرتی تھیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلام دین بدل ہے۔ مسلمان کسی کا انحصار کرنے سے نہ دوسلے دیتے تھے۔ ان کے اضعاف کا نظام بے ادعائے فرائض و عبادت کے بعد اسلامی سلطنت کے لیے قوماؤں تھے، جنگیں جیتنے میں یہ بنیادی عامل نہ تھے۔ ایں یہ کہا جاسکتا ہے کہ بہتر نظام بدل کی جہ سے ایک مسلمان فوجی کسی غیر فوجی، مافوقی و یا کاخدار نہ ہوتا تھا جبکہ اس کے بالفاظی روی اور اپنی فوجی ثقافت کے جذبے سے سرشار ہوتے تھے، بلکہ جب تک انھیں مسلمانوں کے انھوں نے وہ بے شکستوں کا سامنا نہ ہوا وہ خود کو دنیا کی ایک بڑی طاقت کی بنیاد کاٹی سمجھتے ہوئے برتری کے دم میں جتا تھے اور عربوں کو بے حیثیت خیال کرتے تھے۔

ان کے سالار تو باطنی عربوں کی نظر میں بادشاہوں کی طرح تھے اور وہ مسلمانوں کو کسی خاطر میں نہ لاتے تھے۔ جنگوں کے ابتدائی مرحلوں میں ان کی خود اعتمادی آسان کر چھوڑتی تھی۔ لیکن ان کے بالفاظی وہی عرب جو پہلی دور میں ان سے مرعوب تھے، اب ایک بالکل مختلف ذہنی کیفیت کے ساتھ مقابلے تھے جس میں کسی سرکوبیت کا ناسیہ تک نہ تھا۔

مسلمانوں کے اجتماعی اساس زندگی کے حاملے سے ان کا نقطہ نظر تھا، جو محض نقطہ نظر نہیں، پابندی ان تھا کہ دنیا کی زندگی عمل اور جہد جہد کی فرصت ہے جس کا اثر موت کے بعد حاصل ہوگا۔ اس دنیا کی جہد و جدش قائل پائی جہاد، بہادری، دلچسپی اور بے کلامی ہے۔ ایسا عمل جس میں ان کو جانے سے آگے کو سب سے گھبراہٹ اور سب سے زیادہ شرم ہے۔ اس راستے سے موت کی دہلیز عبور کرنے والا انجانی خواہ صورت اور عظیم الشان زندگی حاصل کرتا ہے جس کو دہم حاصل ہے۔ باقی فوج کے بارے میں یہی وہ بنیادی بات تھی جسے اسلام کے کامیاب ترین سپہ سالار خالد بن ولید جلیجڑ دوروں کی کی گائی تھی اور طاقت و فرقہ کے سناٹا اچھی طرح کی شناخت سمجھتے تھے۔ اور جو مقابلے تھے ان میں سے بہت سوں کو بھی خالد بن ولید جلیجڑ کی اس بات پر یقین تھا۔

طبری اور ان کے بعد آنے والے مورخین ابن الجوزی نے افسوس اور ان کثیر نے الہاد و انہار میں کمر کی کی طرف سے جہد کے حاکم قہرہ بن ایسا بن جسے الطائی سے خالد کی گفتگو نقل کی ہے۔ آپ نے قہرہ سے کہا: "میں تمہیں اللہ اور اسلام کی طرف آگے کی وقت دیتا ہوں، اگر تم قبول کرلو تو تم مسلمانوں کا حصہ ہو گے، جو ان کے حقوق دیتی گھاڑے، جو ان کے فرائض دیتی گھاڑے، اگر تم اس وقت قبول نہ کرو تو پھر یہ دینا پڑے گا، اگر وہ بھی قبول نہ ہو تو میں گھاڑے سامنے اپنے لوگ لے کر آؤں جو موت کے اس سے بڑھ کر قتل ہیں جیتے تم زندگی کے ہو" اور جواب میں قہرہ نے کہا: "تم سے لڑنے کی کیا ضرورت ہے، ہم بڑے بڑے لوگ گھاڑے جاننا خود کر رہے ہیں"۔¹

اللہ کی حمد و ثناء، رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور اسلام کی حقانیت کا نجات کی سب سے بنیادی اور سب سے بڑی سچائی ہے، اس کی شہادت زبان سے نکلے تھے اور پھر جان دے کر ہو، یہ ایک بہت بڑا روحانی تجربہ ہے جس کی لذتوں سے وہی آگیا ہوتا ہے جو اس تجربے سے کرتا ہے۔ خالد بن ولید جلیجڑ نے جو کچھ کہا تھا وہ اس سے مختلف نہ تھا جو حضرت ابو بکر صديق نے جلیجڑ سے حضرت عمار بن ابی بکر کے آخری مرکز یرمک کی فتح سے فراغت کے بعد خالد کو کھینچا تھا۔ ان سے کہا گیا کہ وہ ایمان کے پانچ ارعاق کی ریٹیر، دائیں کا قلع قمع کرنے کے لیے الجہد کے مقام سے آگاز کرتے ہوئے ادھر کی طرف سے ان پر حملہ آور ہوں۔ آپ نے چاہت کی کہ خالد عراق کے لوگوں کے ساتھ الفت اور محبت یعنی مطلق استوار کرے اور انھیں بالحد کی

1 الجہاد والنبیاء، دار الفکر، بيروت، ج 3، ص 347/6.

طرف چلائے، اگر وہ قبول نہ کریں تو جزیہ لے کر وہ اسلامی حکومت کا حصہ بن جائیں، بصورت دیگر ان کے ساتھ جنگ کرے۔ اور اس جنگ کا طریق کار یہ ہے کہ کسی کو جہاد کے لیے اپنے ساتھ چلنے پر مجبور نہ کرے (لوگ اس ردعانی تجربے کی لذتوں سے آشنا ہیں، وہ فوراً آگے بڑھیں گے)، جو ایک بار مرتد ہوئے، وہ فوجیوں کے آگے نہیں بڑھیں تو ان سے جہاد میں کوئی مدد نہ لے (کیونکہ وہ اس عقیم ردعانی تجربے کے اہل ہی نہیں) اور جو بھی مسلمان اپنی مرضی سے شامل ہوتا چاہے۔ ساتھ لے لے۔¹

یہ بات حضرت ابو بکرؓ اور حضرت خالدؓ کا ایک حکم دہ دہتی تھی کہ جہاد چھوڑ دیا جائے تو جزیہ لے کر ان کی حفاظت ضروری ہے۔ اور یہ ایسا عمل ہے کہ اس کے ساتھ اللہ کی تائید فرمائی جائے گی۔ رسول اللہ کے رسولؐ نے جہاد کے ساتھ قرابت داری نہیں کی دھوکے میں نہ! ال دے واللہ! ہمیں کافروں پر جہاد باساز و سامان کے سبب سے قطع نہیں کی بلکہ اس لیے کی کہ ہم نے اللہ کی فرمائش داری کی اور انہوں نے نافرمانی۔ اگر نافرمانی میں ہم ان جیسے ہو گئے تو وہ اپنی اقدار اور سامان کے بل بوتے پر ہمیں شکست دے دیں گے۔²

جس صورت مردعانی تجربہ طر ف نہ تھا۔ جہاں یہ فاقہ بین کے لیے ایک اذگی لذت اور اعزاز کا سبب تھا وہاں مشوہین کے لیے بھی ایسی برکت، ردعانی اور مادی اربط اور زندگی کے ایک نئے اسلوب کا باعث بنی تھی۔ دوسری مثال تاریخ اُزنا بیت میں ہمیں ملتی ہے۔ ہر بار یہی ہوتا ہے کہ مشوہین جھگڑنے والوں کے خلاف بغض اور کینہ اپنے دلوں میں پالنے لگتے ہیں۔ اپنی مساوی کے مطابق ان کے خلاف سازش کرتے ہیں، ان کی تہذیب سے نفرت کرتے ہیں، اور کسی نہ کسی طرح ان سے چمکا رہا پانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگرچہ وہ ان کوششوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور اکثر ان شکاروں کو بیکل کر کھ دیا جاتا ہے۔

اسلامی فتح حیات اس اعتبار سے اذگی فتوحات ہیں کہ ان میں فاقہ بین نے مشوہین کی نفسی یا ان کو مستقل طور پر غلام بنا لینے کے بجائے ان کو علم، کاروبار، سیاسی مناسب فرض ہر میدان میں آگے بڑھنے کے مساوی مواقع فراہم کیے اور مشوہین کی دوسری یا تیسری نسل ہی اسلامی تہذیب کی ترجمان، قائد و محافظ بن گئی۔ ان میں سے اسلامی دنیا کے عظیم الشان تمدن، تاریخ، ادب، شاعر، فکری قائد، فنی، طبیب، تاجر، بیچ، چمکار، جی کہ ماہر بنے، فرض مزاج، وطن کے ہر منصب پر اہم غیر عرب مشوہین کی اولاد نظر آتی ہے حتیٰ کہ خود عربی زبان کی دلی و جان سے جس طرح کی خدمت ان نے عرب بننے والے لڑکیوں نے کی اتنی خود عرب نہ کر سکے۔

ان فتوحات کا مطالعہ افریقہ، افریقہ، افریقہ سے اور حضرت امیرؓ کی جسے اہل الفتح حیات، الاسلامیہ دوا آتھ کر دیتی ہے۔ اس میں صرف ان علاقوں کے نقشوں پر اکتفا نہیں کیا گیا جہاں یہ واقعات ہوئے بلکہ اسلامی اور مد مقابل مسلمانوں کی نقل و حرکت، راستوں کی تنقیدات اور مشکلات، میدان جنگ اور ان کا انتخاب کرنے کی حکمت عملی، جغرافیائی حالات کے بتوں کے نتائج پر اثرات، فرض، اتنی متنوع جہات مطالعہ کرنے والوں کے سامنے واضح ہو جاتی ہیں جنہیں تاریخ کی کتابوں کے ذریعے نہیں مل سکتے۔

اہل الفتح حیات، الاسلامیہ مصری حلقہ امیر عادل شمال کی بہترین کوشش ہے۔ انہوں نے مختلف اذرعہ تعمیر و جدہ برصا اور مروج سے اپنا حصار حاصل کیا ہے۔ منظر نامہ ساتھ ساتھ ہے کہ اس کے نقشوں کو جھٹا جوئے شیر لانے کے برابر ہے۔ وہ یقیناً ایک بڑے کام پر نہ ہوا ہے زیادہ دوسریں کے تحت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرخ علم کے سلسلے میں ان کی کوششوں کو قدسیت سے نوازے اور اس پر انہیں اجر عظیم عطا کرے۔

1 الشیخ ابو الفداء، دار الفکر، لندن 1378/1958، 347۔ 2 مختصر تاریخ دمشق، لابن منظور، 1601/4۔

انسانی بسا اے کے مطابق ان کی شریعت کے باوجود ان کی کتاب کی ترتیب و تکمیل سے لے کر تاریخی مواد کے بیان، تاریخ میں بیان کردہ عاقلوں، شہروں، بادشاہوں، پھلوں اور میدانوں کا حال، نقشوں میں نقشیں اور نئے اسما کی نشاندہی، کتابوں کا نام سے کر لیا حالہ اس میں کمال کا حصول ممکن نہیں۔ بہت سے معاملات میں کالی خطی رسم لکھی رہ جاتی ہے۔ ہمارے ہاں یہ تاریخ میں سن فارانی صاحب نے اس کتاب کو اردو کا جام پہناتے ہوئے ایک بار پھر تحقیق مزید کا بیڑا اٹھایا اور زیادہ سے زیادہ مراجع کے ساتھ نقل کر کے صحیح، متبع اور تفصیل کے لیے ہر کس لی۔ ان کا کام اصل منصب کے کام سے کم اور کم نہیں۔ یہی فارانی صاحب نے محنت میں کوئی کمی چھوڑی ہے۔ ان کی اس کتاب اور محنت شاقہ کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ انہیں خود احساس ہے کہ اس ایک کتاب کے ذریعے فتوحات اسلامی کے مضبوط سے مضبوط کرنا ممکن نہیں اور برصغیر کی فتوحات، اطمینان کو چکے میں ملوثی فتوحات اور صلاحیتوں کے خلاف علماء الدین نے زنگی، زنگی، زنگی، علماء الدین نے زنگی، علماء الدین نے زنگی اور ممالک کی فتوحات سمیت موجودہ کتاب میں جو کام اہل علم اور ادراہ کیا ہے اس کی تکمیل کے لیے وہ کتاب کا حکم دھرم کی صورت میں ضرورت پیش کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے موجودہ کتاب کے اردو واپس بخشن میں جو عظیم الشان اضافے کیے، ان کے خوش نظر ہم پیش کریں کہ حصہ دوم کی صورت میں ان کی کتابیں جلد از جلد سامنے آئے تاکہ طالبان علم کی ترقی و ترقی ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ اس طرح کے اور بہت سے کاموں کی تکمیل کے لیے ان کی اور ان کے ساتھیوں جلد از جلد ترقی، جلد از جلد ترقی اور مولانا محمد عمران اقبال کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے۔ آمین!

پروفیسر محمد یحییٰ

مستشرقہ مصریہ، کلاں

دارالسلام، لاہور

ستمبر 2007ء

دن تھا۔ سنے خلاف: "جب فتح ہمارا مقدر بنے تو ہم کبھی اور ورد کا شکار نہ ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ کبھی رآ سودوہ نہ آ سائیں اور قیامت سے ہر پرزدنگی پر راضی ہو کر بیٹھ رہتا اور نفسانی خواہشات کی پیروی، یہ سب اشیاء پلاؤ غرا غرافی و رادی گرا دے پر منتج ہوتی ہیں۔ اندلس کے مسلمانوں کی مثال ہمارے سامنے ہے، چنانچہ جو ہجرت حاصل کرنا چاہے، اُس کے لیے ہجرت کا سامان موجود ہے اور سعادت مند دہی ہے جو دوسروں سے ہجرت حاصل کرے۔

ہاں، اگر فتح ہمارا مقدر نہ دے تو حائل نے ہمارے سامنے پہلے یہ چیلنج پیش کیا کہی پیش کی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شکست ابھی نہیں ہوئی، اور یہ کہ شکست اور اس سے جو دشمن لانے والے اسباب پر غلبہ پانا ممکن ہے۔ مثال کے طور پر جب سقوط بغداد ہوا تو اس کے دہریس بعد میں جالوت کا معرکہ پیش آیا جس میں تاجریاں کو شکست فاشی ہوئی۔ اسی طرح صلیبی جنگوں کا آغاز ہوا تو بیت المقدس سمیت فلسطین اور شام کے علاقے صلیبیوں کے قبضے میں چلے گئے۔ نتیجتاً مسیحی مسلمانوں کی ساری قوتیں اس علم و ذیابلی کے خلاف منتج ہو گئیں۔ آخر کار صلیبی ذات آخر شکست کا گرا اپنے اپنے ممالک کو بھاگ گئے۔

یوں فتح کے اسباب اپنے حق میں مستحضر کرنے کے لیے درست سمت واضح ہو جاتی ہے۔ یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ امت کی عظمت و قوت لوہا نہ لے کے لیے کج راستہ کیا ہے جس پر کا حزن و کربدہ دنیا کے ساتھ اپنے معاملات مثبت انداز سے ہٹنے کرنے کے قابل ہو اور دنیا کو اپنے معارف کے نور سے روشنی کرے۔ اس راہ پر چل کر امت اپنے لیے وہ اسباب مہیا کرے جو اس کی جہد و جدوجہد کا مدد پسٹیا ہیں اور جن کے ذریعے اس کے قدم پیہر ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ نے اُس سے دشمن کی خلافت کا جو وعدہ کیا ہے اور اس کا بار اٹھانے کے لیے اسے لوگوں کے دوسمان سب سے بہتر امت ہونے کا جواز بخشا ہے تاکہ وہ دوسروں پر کواہو، اُس پر اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ناکز ہونے کے قابل ہو۔ امت مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے بہترین امت بنایا جو لوگوں (کی اصلاح) کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ یہ نیکی کا حکم دیتا، برائی سے روکتا اور اللہ پر ایمان رکھتی ہے۔ اس امر میں شک نہیں کہ اللہ پر ہمارا ایمان ہی ہماری عظمت کا راز تھا، ہے اور ہے گا، چنانچہ ہمیں اپنے دین اور اپنی اقدار کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ ہم ایک ایسی امت ہیں جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو پیکر کیا ہے۔ اگر ہم نے اس کے علاوہ کسی اور مذہب، نظام یا دین میں عزت تلاش کی تو اللہ ہمیں دلائل کر کے گا کہلدا، ہمیں اپنے دین شریف کی جردگی پر شرمائیں ہو نا چاہیے۔

ہمارے درشن بھی اس کی جیٹھٹیں سامنے آچکی ہیں۔ کیونکہ ہماری طرح شکست کھانے کے بعد اُن ممالک سے وہ مطلب کر رہا ہے جو ملے تک اُس کے جن تھے۔ اس کا راز یہ ہے کہ انھوں نے اللہ چارک و تعالیٰ کے خلاف جنگ کا اعلان کیا اور ان لوگوں سے اہمیت کو اسلوب کیا جو اللہ پر ایمان لانے والے۔ اللہ سے جنگ کرنے کی طاقت کس میں ہے؟ امریکہ جو ان دنوں خارج ہے باہمی سطوت اور غلبے کے باوجود اس نے اپنی کرسی پر بٹے ہوئے کا بڑا جھنڈا شام و یمن پر لٹکا ہے، یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ وہ اللہ کا باقی نہیں لکھا ہے کہ ہم ضارہ ایمان رکھتے ہیں (IN GOD WE TRUST)۔ کاش! امریکا اس ایمان کے مطابق عمل ہی کرتا کوئی جیب نہیں کہ وہ ایک عرصہ عابد رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان پر رویوں کی فتح کا اعلان کیا تھا کیونکہ وہ اول کتاب تھے اور آگ کے پادشاہوں کے مقابلے میں دیکھنا ہی کہ نہ پڑا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی حکم آیات میں فرمایا:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِشِرْكٍَ هُمْ فِي عِلِّيِّينَ ۝ فَذَرُوا آلَ الْكَافِرِينَ ۚ إِنَّهُمْ عِندَ اللَّهِ عَمَلُهُمْ شُكْرًا ۝﴾

”آؤ اللہ پر دین مطلب ہو گئے قریب ترین زمین میں۔ اور وہ اپنی عظمت کے بعد جلد ہی غالب آئیں گے۔“^۴

تھیں امریکہ کا پہلا ہیگی اللہ کے حکم سے ایک خاص جنت تک رہے گا کیونکہ اس نے دنیا میں عظیم کارکردگی کر رکھا ہے اور اسے اپنے لیے جائز سمجھتا ہے۔ یہ تین میں سے ایک اللہ کے قوانین کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک حد پیش قدمی میں فرمایا:

«بَا عِبَادِي اِنِّيْ خَوَّضْتُ الْعَلْظَمَ عَلٰی نَفْسِيْ وَجَعَلْتُ لَكُمْ مَخْرَجًا فَلَا تَنْظُرُوْا»

”اے میرے بندو! بلا شبہ میں نے عظیم کوارڈینیشن پر فرام کر دیا ہے اور اسے خدا کے درمیان ہی حرام ہی رکھا ہے، لہذا تم ایک دوسرے پر عظیم نہ کرو۔“¹

ان امور کو مد نظر رکھتے ہوئے ہماری نفس بھی الفاظ کے ذریعے سے بولی ہے، ہمیں کشش کی مدد سے کھائی اور بھی انصوری منظر سے واقعات جان لیون کرتی ہے۔ کسی اس کا اندازہ جویم بین المظہر ہوتا ہے۔ اس کا اسلوب ہے حد متنازعہ جس میں واقعات کی تفصیل، عمل، واقعہ، آثار اور تصاویر کو خلق کر دیا گیا ہے۔

اسی پرکھیں، ہماری نفس اللہ کے فضل و کرم سے اپنی وصیت کی اولین کاؤٹ ہے۔ اس کے تمام یازادہ تر نقشے تھے ہیں جو مکتب کتاب نے درست سائنسی طریقہ کار کے مطابق خود تیار کیے ہیں۔ اس دوران میں اُصول نے ایسی پیشتر افادگی کی جن کا ذکر ان سے پہلے مؤرخین ہونے نہیں دہرے کہ مجھے اس کام کے منظر عام پر آنے کی ہے پناہ دینی ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ کام اسلامی جہد و سب کے ایک نہایت اہم پہلو کے حاملے سے امت کی ضرورت پوری کرے گا۔ ہو سکتا ہے اوروں کی رائے اس باب میں مختلف ہو۔ انہیں یہ حق حاصل ہے۔ اشیاء کے مختلف رائے دینے میں اختلاف رہنا مذکور کی جان ہے۔ تاہم ہم دوبار اس کا رائے کے بارے میں اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے پاس کامیاب قبولیت حاصل کرے گا۔ قارئین سے امید کرتا ہوں کہ وہ آجیدہ طاہراتوں میں اسے بہتر سے بہتر میں جانے کے متعلق اپنی آراء سے اختلاف رائے کا موقع دیں گے۔ آخر تاثر بھی ذہن ایک کسان ہی کے ہاتھ سے جو عروج کا چناؤ کرتا، اس کے لیے بہتر زمین کا انتخاب کرتا، اسے لانا اور اس کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ پھر اس کے اگلے اور بار آور ہوئے گا اظہار کرتا ہے۔ اگرچہ نئے آگے تو اس میں کوئی شکوت ہوتی ہے جسے اللہ ہی جانتا ہے۔ اس کے باوجود مجھے امید ہے کہ میں نے عمدہ زمین میں ایک اچھا دان ڈالا ہے۔ ہو سکتا ہے میں اس سے بہت جلد فائدہ اٹھا سکوں لیکن تقریباً دوسرے اس سے استفادہ کر لیا گے۔ میرے لیے اتفاق کافی ہے کہ میں نے ایک اچھی شے کا شہادت کی۔ ان شاء اللہ۔ پہلے اور بعد کا معاملہ۔ سارے کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

میں یہاں ان اصحاب کو سراہ رہا ہوں جنہوں نے اس کام میں مدد کی۔ اس سلسلے میں، میں خاص طور سے ذکر کرتا چاہوں گا استاذ احمد عادل کمال کا جو اس نفس کے مؤلف ہیں۔ وہ بڑی اچھی شخصیت کے مالک ہیں۔ انھوں نے کتاب کے سارے مواد کی چھان چٹک میں خلا خطا، مندرجہ اور نظر ثانی کرنے والوں پر مشتمل کمیٹی سے اس غور پر کام لیا۔ خطی تسلیم کرنے اور دوسریں کی رائے قبول کرنے میں وہ بڑے منفعت مزاج اور متوجہ دل کے مالک ہیں۔ ان کے علاوہ میں استاذ و مہارثہ الشافعی محمد عبداللطیف کا شکریہ ادا کرتا چاہوں گا جو جامعہ اہل بیت تاریخ اسلامی کے استاذ ہیں۔ انھوں نے باریک بینی سے تمام نفس کو ازاد کیا اور غلط فہمیاں اور بعض مقامات پر اہم نکات کی نشاندہی کی جس سے ہم نے غلط فہمیاں اٹھادیں۔ اسی طرح وکٹور احمد وکٹوریہ جنتوں نے نفس پر نظر ثانی میں بڑی محنت صرف کی اور استاذ وکٹور جمال عبدالہادی جنتوں نے سلطنت عثمانیہ کے عہد میں ہونے والی فتنات پر نظر ثانی میں اپنی مقدمہ برہان کو پیش کی اور امتنا و فاضلہ و کتورہ و جہد و کثرت کا شکر گزار ہیں جنہوں نے

1 صحیح مسلم، درو الصلح، باب تحریم الظلم، حدیث: 2677.

سلطنت عثمانیہ کے مہم میں ہونے والی فتوحات کے نتیشوں کو ترکی زبان سے نقل کرنے میں ہماریں مدد کی۔ ان کے علاوہ میں استاد کوثر عبدالمعید مدکور کا شکر یہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہمیں اپنے قیمتی مضمونوں سے نوازا۔

آخر میں ہم جناب استاد کوثر علی محمد رحمۃ اللہ کے شکر گزار ہیں کہ مکالمے سے ہمارا تعارف کرائے کا سہرا ان کے سر پہ۔ اس جلس کی تجاویز اور اسے نفع دہیا محبت سے آراستہ کرائے میں جناب محمود بدائع دار کا ریکی کوششیں بھی قابل تہن ہیں۔

دارالسلام (قاہرہ) کے شعبہ تالیف و تصنیف کا بھی اس جلس کی اشاعت میں ایک نمایاں کردار ہے، انھیں استاد زحیر عبد الرزاق الکریمی کا جنہوں نے جلس کو اس کی بہترین صورت میں منظر عام پر لانے میں غیر معمولی محنت کی۔

میں ذیہ الخلف اور گرا کتب سیکنگ کے شعبے میں کام کرنے والے ملازمین کو بھی نہیں بھولوں گا۔ انھوں نے اس کام کو مثالی بنانے میں طریقے سے تیار کرتے ہیں جس میں صرف نفاذ اور بہارت کا مظاہرہ کیا دواچی مثال آپ ہے۔ دو اصل فضل و کرم بار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ میں اس ذات باری تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں کہ اس نے اس کام کی تیارگی میں ہمارے مدد کی۔ سب سے آخر میں، میں اپنی بات کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں: ”یہ کام دارالسلام کی اثرائتی چیز ہے جس میں ایک نیا کتب میل ہے۔ اگر ہم نے اسے بہتر طور پر انجام دیا ہے تو یہ اول و آخر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ اگر ہم سے کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو ہم اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں سے امید کرتے ہیں کہ وہ ہم سے، عافیت برہیں گے اور ہماری غیر خواہشی کریں گے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم ان کے شعور پر راہرواچی ان کی کوئی کمی نہ ہوگی اور ان سے تقصود اللہ کی رضا اور ضرور حاصل کریں گے۔

اللہ جل سے ہمارے مستقبل کی رہنمائی کرنے والا اور اس کی توفیق دینے والا ہے۔

ناشر
عبد اللہ زکریا مدکور
دارالسلام (قاہرہ)

مقدمہ

تاریخی اہلس کی تاریخ کی کتاب نہیں ہوتی۔ یہ تاریخی واقعات کے مندرجہ ذیل پر مشتمل ہوتی ہے جو عام تاریخ یا کسی مخصوص تاریخ کی مدد میں تعلیم میں مدد دیتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تاریخی اہلس کی اہمیت تاریخی کتاب سے کم ہے بلکہ اسے مواد اور اس کی پائیداری کے لحاظ سے اس کی اہمیت فراموش ہے تاہم کتاب کا یہ تاریخ اور اہلس کی تاریخ کا اپنا نامیدان ہے اور ان میں سے ہر ایک دوسری کی تکمیل کرتی ہے۔

کتاب تاریخ اور اہلس میں ایک فرق بھی ہے۔ کتاب تاریخ مواد پیش کرتی ہے جس کی تخریک تفسیروں سے کی جاتی ہے۔ اور اہلس تفسیروں پر مشتمل ہوتی ہے جن کی مختصر عبارات سے شرح کی جاتی ہے اس میں تفسیرات، مطالبہ نہیں ہوتی۔

دعا تہذیب ہند اور علوم ہند میں زرق کے طویل مراحل طے کر کے مضار اہلس تک پہنچی ہے۔ مصور تہذیب کشی کا جب آغاز ہوا تو اس وقت بعد دور کی تفسیر کشی میں کام آئے والے پیشرو رسائل ہمیں جیسے تھے، چنانچہ ہندو کی تفسیر کشی موجود دور کی تفسیر کشی میں پائے جانے والے کی اعتبارات سے کافی تھی۔ مسلمان دھرمیوں نے تفسیروں کی تیار کی ہیں سب سے بڑھ کر احمدیہ لکھنؤ مسلمان ہی تھے جنہوں نے تفسیر کشی کی بنیاد رکھی جیسا کہ ڈاکٹر حسین مونس کی عظیم الشان تصنیف ”اہلس تاریخ الاسلام“ میں بیان کیا گیا ہے۔ مسلمانوں نے کراچی اور سندھ اور ہندوں کی خصوصیات کا ہند کرنے کا جو قسم الشان کام کیا اور اپنی تصانیف میں نہایت باریک بینی سے غور و فکر کیا کہ اس کے واسطے درج کیے یہ کام تفسیر کشی کے مواد ہے۔

جنوں جوں زمین سر سے کیے گئے تو پھر ان کی تفسیر (شہروں اور اضلاع کے تفصیلی نقشے) تیار رہے بغیر ان کی پچائیں کی گئیں اور مضمونی سیاروں سے تصور نہ بنی گئیں اور اس سے پہلے کا نفس سازی اور روشنائی کی صنعت کو ترقی ملی اور طاعت و عبادت بندگی کے جدید اسالیب وجود میں آئے، اہلسوں کی تیار کی کام بھی ترقی کے مراحل طے کرتا گیا۔ پھر تفسیر کشی کے بنائے مقرر کیے گئے اور اس سلسلے میں اصطلاحات وضع ہوئیں اور لوگوں سے کام لیا گیا۔ مستحسن کے درجے متعین ہوئے اور خطوط طویل بلکہ عرض بلند سے کاروائے گئے۔ پھر خطوط ڈکٹور (Contours) ایجاد ہوئے جن سے تفسیروں میں زمین کے انجیب بڑا دکھائے جاتے گئے۔

اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ پچھلے صدیوں پر پھیلی ہوئی ہے اور عالم اسلام کا جغرافیہ کراہ قیاسوں سے لے کر بحر الکاہل تک پھیلا ہے۔ مگر اسلام کے بعد باطنی بادشاہ (قیصرۃ دوم) اور سامانی حکمران (اکامرۃ قاترین) اپنی رعایا کو سننے دین اسلام کے حاکم کو قیاسوں سے لے کر ان کے بیٹے اور بیٹوں چاہتے تھے کہ ان کی رعایا ان کے خلاف اٹھ کھڑی ہو، لہذا ضروری تھا کہ لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچانے میں حاکم رعایوں کی دور کی جائیں۔ اس کے نتیجے میں فوجیات اسلامی کا آغاز ہوا۔ ہم نے ترکیب فوجیات اسلامی کا کردار کی (Strategic) اور مدد کی (Tactic) تھیل نظر

خطوط کنٹرول، پہلی سندھ سے سادی بھٹی کے خطوط ہیں، چنانچہ ایک خط کنٹرول کجیاں اور طاعت والے مقامات کو کاہم ملتا ہے، مثلاً: خط کنٹرول 100 میل سے مراد وہ خط ہے جو ان مقامات کے لگاؤ کاہم ملتا ہے جو اس سے 100 میل کی بلندی پر ہوں۔ ایسے مقام خطوط کا جو کنٹرول کی تفسیر کجیاں ہے۔

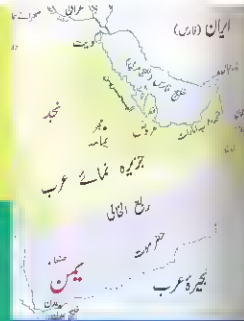
کفر کرے تو وہی ایک فاسق ہیں۔^{۱۰۰}

ہم اپنی اس کاوش کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں غرضوں سے محفوظ رکھے اور اسے ہمارے لیے نفع بخش بنائے اور ان سب کو ان کی کوشش اور نیت کے مطابق جزائے مجرورے جنہوں نے اس مصوٰۃ الناس کی تیار کی تھی حاصل کیا۔

والحمد لله رب العالمین
اللہ عالم کمال

حصہ اول

- باب اول فتوحات اسلامیہ کا یس منظر اور ان کی پیش رفت
- باب دوم فتوحات اسلامیہ کا اجمالی جائزہ
- باب سوم جزیرہ نما کے عرب





دارالحکومت
شہر
ایئر پورٹ/فضائی اڈا
تیل کی پائپ لائن

شہزاد
ریلیو سٹیشن
1967ء کی جنگ بندی (آئین فلسطین)
1949ء کی سرحد

امارت عمان سرحد
بحرین عمان سرحد
بین الاقوامی سرحد
صوبائی حدود

جزیرہ نما کے عرب کی موجودہ سیاسی تقسیم اور سرحدیں سما ک

فتوحات اسلامیہ کا پس منظر اور ان کی پیش رفت

اسلام مسلمانوں سے یہ تقاضا نہیں کرتا کہ وہ دوسروں پر اپنا دین بجا اور قوت سے مسلط کریں، تاہم وہ ان پر فرض عائد کرتا ہے کہ وہ اس دین کو لوگوں تک پہنچائیں۔ اسلام نے ان کے لیے دعوت کا یہ اسلوب پیش کیا ہے کہ وہ لوگوں کو حکمت اور دیکھے و محظوظیت سے دین کی طرف بلائیں۔ اس کے بعد تمام لوگ آزاد ہیں کہ وہ دین حق قبول کریں نہ کریں۔ لیکن مائتویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کی ہمسایہ مسلمانیت میں قازس اور روم، جن کے حکمرانوں نے خود کو خدا کا درجہ دے رکھا تھا، وہ اس دعوت دین کے فروغ میں رکاوٹ ثابت ہو رہی تھیں۔



یروشلم میں (دومہ) کی عمارت جس کی بنیاد حضرت اسماعیل علیہ السلام نے رکھی تھی۔

قازس (ایران) میں مجوسی، یعنی آتش پرست، فگہری گروہی میں چلا گئے۔ ان کے ہاں بڑوں اور ماؤں سے شادی جائز تھی۔ اس سلسلے میں ان کے ہاں حرم کا کوئی تصور نہ تھا اور نہ وہ مردوں کو دین کرنے کے قابل سمجھتے تھے۔ وہ انسانی اوصاف کو کھلی جگہ رکھ دیتے تھے تاکہ مردار خود پرندے کھا جائیں۔ ان کا عقیدہ تھا کہ توہ اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک ان کے جودان^۱ یعنی مذہبی رہنما قبول نہ کر لیں۔ ان کا مذہب بھی اسلام کی ہمسری کر سکتا تھا نہ اس کے مقابلے میں کھرا ہو سکتا تھا۔ وہاں طبعی نظام بڑا شدید تھا۔ ان کے نظام میں خود پندہی اس قدر رائج تھی جیسے وہ

بابائے ہنر اور عوام ان کے غلام ہوں۔

اس کے بغیر اسلام لوگوں کے درمیان مساوات کا دین ہے جو اعلان کرتا ہے کہ کسی عربی کو بھی یہ پلور کسی بھی کو عربی پر غلبہ نہیں ہوا۔ تقویٰ کے۔ ان حالات میں قازس اور اس کے ماتحت ممالک میں دعوت اسلام کا دروازہ کھل جاتا تو آپ کچھ کہتے ہیں کہ اس کے کیسے حیرت انگیز اثرات مرتب ہونے والے تھے!

یہی وجہ تھی کہ اموی باپشاہوں نے اپنے ہاں دعوت اسلام کا دروازہ بند کر رکھا تھا اور اس سلسلے میں عمل طور پر عدم تعاون کی روش اختیار کی ہوئی تھی۔ اور اس کی ابتداء اس روز ہوئی تھی جب شاہ قازس خسرو پر دیز (کسری) نے نئی کریمہ^۲ کا نام عہد نامہ کیا کہ کر دیا تھا اور اپنے ساتھ لے گئے تھے

۱ عاقی میں "مرد" (عربی میں مردہ یا مردہ) کے معنی ہیں درختی آتش پرستوں (نکستوں) کا بیٹا، دانش مند یا عالم۔ یہ مردہ یا مردہ زرتشتیوں کے سب سے بڑے مذہبی جتھے کو کہتے ہیں۔ (حسن اللغات، قازس، 867ء)

اھر زرم، یعنی پارلیمانی سلطنت میں مسیحیت رائج تھی جو دو تائوں عوارض کے سبب ضعف کا شکار ہو چکی تھی۔ اس کے حامد یوں اور اسقنوں نے

بحری الفاس کی مسجدی خانقاہ جہاں بحری، بہب سے نبیؐ نماز کیا کرتا تھا

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَلَقَدْ يَلْقَىٰ يَوْمَ الْاٰخِرَةِ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوِ اتَّخَذَ اللَّهُ مَخْرَجًا لَّوَدَّعَيْنَاهُم بِالْحَقِّ ۚ وَفَوَيْتَ اللَّهُ لَهُمْ الشَّهَادَةَ ۚ

”وہ (اللہ) ہی نو ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے سب اہل ان پر نالپ کر دے اور اللہ بطور گماہ کافی ہے۔“ (الفجر: 28:48)

۱ شہر پروردہ نے ہمارا دستاویز چاہا۔ یہ بھیک کیسے دے گا؟ میں نے ان کو لکھا کہ وہ کسی اور شخص کو اس آئی کی نوکریاں دے کر میرے سامنے پیش کرے۔ چنانچہ ان کے دو بھائی غرضیہ اور ہمدرد پہنچے۔ میں نے ان سے فرمایا: "میرے سب سے اچانک صامت رہو۔" اب (دو نام) کو روکا اور بیٹھا۔ جو بھائی ان کے پاس لوٹ کر ہمدرد پروردہ سے نقل کی کچھ نقلیں لے کر آئے۔ سوچنے کے ٹھہرنے سے ظاہر کیا تو پاس پہنچا۔ ہمدرد نے ان کو دین کے کارسایا۔

۲ مسلمان ہو گئے۔ (اسی سیرت نامہ، اردو) اور (اسلام نامہ، 341340، الرحیم المحنہ - عبقری، ص 354)

[illegible]

نبی کریم ﷺ نے حارث بن عمر بن ابی سلمہؓ کو کھانا دے کر حاتم کی طرف بھیجا۔ موت (امروں) کے مقام پر آپؐ انھوں نے حطب بنویؓ کی پیش کیا تو انھیں حطب بنی مروی نے سہارا دیا۔ انھیں گرفتار کر لیا اور انھیں قہر میں ڈال دیا۔ جب نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر ملی تو آپؐ نے ان کا قصاص لینے کے لیے حضرت زید بن حارثہؓ کی قیادت میں ستر ہزار کا لشکر بھیجا جس کے نتیجے میں عمرو بن سلمہؓ کی آج (السنہ بت بنوی، اردو بار بار اسلام، 337: بحوالہ ابن العثیمہ: 628/4)

اس نئی قرآنی کی روشنی میں عزم مصمم سے سرشار مسلمان صحرائے عرب سے نکل پڑے، جس نے ابن پرصوق و صنا کا خوب رنگ چڑھا دیا تھا۔ اور اللہ کے داعی بن کر آئنا لب عالم میں پھیل گئے۔

فتوحات کا آغاز اوائل 12ھ/633ء سے ہوا جب خالد بن ولید عراق میں داخل ہوئے اور اسی سال ماہ ربیع میں انکار شام کی طرف بڑھے۔ اس طرح مشرق و مغرب میں کثیر فتوحات حاصل ہوئیں جیسا کہ ہم نے اس آئین میں انھیں بیان کیا ہے۔

اسلامی فتوحات کا تیل نیک وقت دوستوں میں آگے بڑھا:

① مشرق میں عراق، الجزائر، فارس اور ان سے آگے کے علاقے۔

② شمال میں شام و فلسطین اور اس کے بعد مغرب کی طرف مصر، شمالی افریقہ اور انڈس (اور مشرقی یورپ)۔

انگلے سلطنت میں ہم ان دونوں ممالک پر اسلامی فتوحات کا جائزہ نہیں لے سکتے۔



الحمد (خود حمد) کی دینداروں پر نئی قرآنی
﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾
"اللہ نے اس کی مدد کی" (انور 40:9)

حصہ اول باب دوم

فتوحات اسلامیہ کا اہمالی جائزہ

1

مشرقی فتوحات

خالد بن ولیدؓ کو یلغار

خلیفہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولیدؓ کو 18 ہزار کا لشکر دے کر عراق روانہ کیا۔ انھوں نے آنٹش پرست ایرانیوں اور حیرہ اور انچیزہ میں ان کے زیرِ نگیں عرب حاکموں کو شکست دی۔ ان کے ہاتھوں حیرہ کا مستولہ عمل میں آیا۔ پھر انھوں نے وادی کے قراٹ کے مغرب میں ایرانی فوجوں کا مقابلہ کیا اور پندرہ ہزار کے سر کیے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ حدائق کی طرف بڑھتے، ان کی عسکری صلاحیتوں کی شام میں ضرورت پڑ گئی، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انھیں لکھا کہ وہ اپنی آٹھویں فوج لے کر شام پہنچیں اور آٹھویں مشن بنی حارثہ شیمیانیؓ کے پاس عراق میں چھوڑ جائیں (مصر 73ھ / اپریل 634ء)۔ ان کے پیچھے مشن بنی حارثہ شیمیانیؓ نے لکھا کہ وہ آخر تک الازد 13ھ / اواخر مئی 634ء میں باطل کے مقام پر 10 ہزار ایرانیوں کو شکست دی۔



باطل (عراق) کے مکہ

ابو عبید بن مسعودؓ نے یثرب کا حملہ

خلیفہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یثرب کے حالات پاگئے تو امیر المؤمنین عمر فاروقؓ نے ابو عبید بن مسعودؓ کو یثرب کی قیادت میں لشکر بھیجا جنہوں نے ایرانیوں کو درج ذیل جنگوں میں شکست دی:

✽ شمارق: (8 شعبان 13ھ / 7 اکتوبر 634ء) ¹

۶ شمارق: یہ کوڑ (عراق) کے نزدیک ایک مقام ہے۔ اموی لشکر کی یہاں آمد اور فتح فاروق کا ذکر حضرت مطہ بن حارثہ شیبانیؓ نے اس شعر میں کیا:

فَلَمَّا سَلَخَى عَصَا بَنِي سُلَيْمَانَ

إِلَى السُّلْخَاتِ السُّلْخَةِ فَوَقَّ السُّلْخَارِقِ

”ہم نے سلطان کے ماتے پہنچنے پہنچ گئے اموی لشکر کا یہاں سے اور جو فاروق کے بالائی ہاتھ تھوڑے کے گئے ہاتھ تک پہنچا“۔

(معجم البلدان: 304/2)

☆ مقام طیبہ (12 شعبان 13ھ / 11 اکتوبر 634ء)¹

☆ یثرب (17 شعبان 13ھ / 16 اکتوبر 634ء)²

پھر سرگز جبریل آیا (23 شعبان 13ھ / 22 اکتوبر 634ء) جس میں ایرانیوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی فوج کو شکست دی۔ ابوہریرہ ایرانی تھے جس کے پاؤں تلے کچلے جانے سے شہید ہو گئے اور ان کے سر ہار ہزار مسلمانوں نے شہادت پائی اور اسے ہی دریائے فرات میں ادب کر شہید ہو گئے۔ مشن ٹائٹلز ہار ہزار فوج بچا کر بچھڑے آئے اور اس کے روزِ عمر گزرتے انہیں میں انہیں ایرانیوں پر پھرتی حاصل ہوئی۔ پھر مشن ٹائٹلز کے پاس تک آ پہنچے اور رمضان 13ھ / نومبر 634ء میں عمر گزرتے بنی یثرب آیا جہاں میں انہوں نے ایک بڑے ایرانی لشکر کو چابی سے دوچار کر کے یومِ حصر کا اہتمام کیا۔ اس کے بعد انہوں نے عراق کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بڑی سرعت سے چھاپا مارا کھاروا لیاں لیں حتیٰ کہ مدائن کے قریب دریائے وطمہ جو کہ کے توفی بغداد پر بلند یول و یا (شوال 13ھ / دسمبر 634ء) مشن بن عمارہ ٹائٹلز نے ان کا ردائیں سے دشمن کو مرعوب کر دیا اور اس میں مسلمانوں کے مقابلے میں آئے کی بہت ترقی۔ اس دوران میں اہل فارس نے پردہ گرم کام کرنا یاد دہا دیا اور ایک لشکر عظیم جمع کر لیا۔ اس صورت حال میں مشن بن عمارہ ٹائٹلز صحرایہ کی طرف پلٹ آئے۔



بغداد کی مسجد واسط

بغداد: عید صحرایہ میں بغداد کو بی بی میں اول کے ساتھ بغداد "بولوا اور چھاپا جاتا تھا۔ تاہم باقرت مولیٰ (سنی 226ھ) اسے "بغداد" کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں ہر ماہ ایک بار میلہ (سنی) لگتا تھا۔ اس کے قبل بغداد کے سنی تھے۔ "یار واد" یا "دار وادی" کی فوج کا پٹن "اور پھل کپتے ہیں۔" "بلغ ایک بہت کام تھا کہ یہی نے ایک کھوکھلے کوڑیوں کا پٹن لگا دیا تھا۔ دو کھوکھلے شہر میں خدش کا پھار تھا، چنانچہ اس نے کہا "بلغ دار وادی" (بلغ نے (جہ قلندر زمین) دیا "اسب سے پہلے طلیحہ الخضر منعد سے 145ھ میں بغداد آباد کرنا شروع کیا اور 149ھ میں دارالخلافہ باغیہ سے یہاں منتقل کر لیا۔ اس نے اسے دہلی سلطنت بنائی اور پانے دہلی کی شہت سے مدیت اسلام کا نام دیا۔ اسے "ہم اللہ بنا" گور "سیدہ (ایما) بھی کہا جاتا ہے (مدحہ اللہ: 457، 458/1)۔ بغداد کی کل مساحہ 836ء 892ء دارالخلافہ رہا۔ بغداد: 653ھ 1258ھ میں چاکو خان نے 1401ء میں اسے تھوڑے چھوڑا۔ 1638ء میں عثمانی طلیحہ مراد علی نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اب یہ عراق کا کل اور صحرایہ دارالخلافہ ہے۔ سو یہ بغداد میں بغداد، مطلب "کاغذی گوردیہ اور مدائن کے ملاح خیال ہیں۔ آج بھی 32 لاکھ سے زائد ہے۔ (المصباح فی الاکلام)

سعد بن ابی وقاص بن ہشام بن عبدالمطلب مدائن کا وسیع میں اب امیر المؤمنین عمر بن خطاب ٹائٹلز نے سعد بن ابی وقاص ٹائٹلز کو اسلامی لشکر کی قیادت سونپی، چنانچہ انہوں نے 33 ہجری کی فوج کے ساتھ تیسرے شہر کا قیام کیا۔ 19 شعبان 15ھ / 22 ستمبر 634ء کو قادیہ کا معرکہ پیش آیا جس میں ایران کے لشکر عظیم (2 لاکھ افراد) کو شکست ہوئی اور حرب و سیاست میں خالق بڑے بڑے ایرانی سالار مارے گئے۔ مقررہ 18ھ / مارچ 637ء میں مدائن کا سطرہ عمو اور یزید کو شاہِ کلوان کی طرف فراہم ہو گیا۔ اس کے لشکر کو جلودار میں ایک اور شکست ہوئی (اول ذی قعدہ 18ھ / 24 نومبر 637ء)۔ پھر یزید کو زے کی طرف راہ فرار اختیار کرنی پڑی۔ اس دوران میں طوائف جمع ہو گیا اور مسلمانوں نے

1 - مقام طیبہ: یروش واسطہ (سور) میں ستر کے پاس واقع ہے۔ یہاں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایرانیوں کے سر ہار ہزار مسلمانوں کے لشکر میں جنگ ہوئی تھی جس میں ایرانیوں نے بڑی طرح شکست کھائی۔ (مصحح اللہ: 226/3)

2 - یثرب: یثرب ہوا میں آج بھی ایک شہر ہے۔ یہاں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے چالیس کی فوج کو شکست دی۔ (مصحح اللہ: 327/1)

200 کلومیٹر کا نصف دائرہ وڈن سے نکالی کرالیا۔

ادھر متہ بن خزدان ہخامنش نے مطلع الاہل 16ھ 1مئی 637ء میں شہد العرب¹ کی طرف چٹن قدی کی اور ریب، شمران 16ھ اگست، ستمبر 637ء میں قدیم شہر ابلہ پر قبضہ کر لیا۔ انھوں نے شہر بصرہ کی بنیاد رکھی جبکہ سعد بن ابی وقاص ہخامنش نے کوفہ کی بنیاد ڈالی تھی۔ ان دونوں شہروں سے لشکروں کی روانگی کے نتیجے میں مشرق اور شمال کی طرف کثیر فتوحات حاصل ہوئیں اور ساسانی سلطنت کا امپائر اور الجوزیرہ کا درخت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔



دائن کے جمال شہر کوفہ

مسلمانوں نے ابواذین میں ایرانی سپہ سالار بزرخران پر فتح حاصل کی اور اسے گرفتار کر کے امیر المومنین عمر فاروق ہخامنش کی خدمت میں بھیج دیا۔ عبداللہ بن مالک بن نعم ہخامنش شہل میں ہجرت² کی طرف بڑھے اور اسے بمذاہق 11ھ 16 جون 637ء میں فتح کر لیا۔ پھر انھوں نے موصل اور نیبئی³ فتح کیے۔ ادھر عربوں نے مالک ہخامنش نے

ہیت⁴ اور قریہ یاہ⁵ کی طرف چٹن قدی کی اور دونوں فتح کر لیے۔ پھر عیاش بن نعم ہخامنش نے الجوزیرہ کی فتح کی کھیل کی (ذی الحجہ 16ھ 1

1 شہد العرب: دجلہ اور فرات، قوت کے نزدیک باہم ملنے ہیں تو شہد العرب کا دریا بنتا ہے جو بصرہ کے جنوب میں موق اور امیان کے مابین سرحد بناتا ہے اور فتح فارس میں پکارتا ہے۔ شہد العرب کی لمبائی 85 کلومیٹر اور زیادہ سے زیادہ چوڑائی 1200 میٹر ہے۔ اس پر بصرہ کی مشہور بندرگاہ واقع ہے۔ شہد العرب کے اس پاس مجاہدوں کے امانت دہانیاں سب سے بڑے ہیں، گرم شہر کے قریب (فرمان سے آئے والا دریا) کا دن، شہد العرب سے ملتا ہے۔ (المسجد فی الاحلام)

2 ہجرت: عراقی کا یہ شہر سامراء کے شمال میں اور بایسے دجلہ کے کنارے واقع ہے۔ یہ صوبہ (عراق) ہجرت کا صدر مقام ہے۔ ہجرت شہر میں مسلمان تہذیب اولیٰ پہنچا دے گئے۔ 1384ء میں جو کوفہ لے آئے چادر دیا (المسجد فی الاحلام)۔ عراقی کے مرحوم صدر محمد حسن کی چائے پیکش گہیتہ کے پاس ایک نشہ ہے۔

3 نیبئی: اسے نیبہ یا جینہ بھی کہتے ہیں (عراقیہ خلافت مشرقی)۔ انھوں نے اسے گیارہویں صدی ق م میں دارا گھوسٹ بنا دیا تھا۔ شاہد العرب (704-681 ق م) کے عہد میں اس نے بہت شہرت پائی۔ 682 ق م میں یاش اور باد (682 ق م) کی حمہہ افواج نے اسے چادر دیا۔ فرات جی لمبرین نے 7820ء میں دریائے دجلہ کے مشرق میں اس کا قریب پانچواں حصہ تمام پر اس کے کھنڈروں کا قبضہ کیا۔ یہاں شاہد العرب اور شہر تہی پال کے کھنڈر کا دل دے ہیں۔ نیبئی ثانی عراق کا ایک صوبہ بھی ہے جس کا دار الحکومت، موصل سے جینہ کی کے ہاتھ دجلہ کے طرفی کنارے پر ہے۔ ایک روایت کے مطابق توہم بن یزید آباد تھی۔ حضرت یونس بن قتیہ نے جینہ شہر نیبئی سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ تھوہوی، عظیم المہدان میں لگتے ہیں کوکھ کے مضافات میں کسی ایک قبیلہ جینہ کی آباد تھی۔ (طرس الفرائز (اورو) میں: 48)

4 ہیت یا ہیت: ابوالی فرات پر واقع عراق کا تہم بہت صوبہ انبار کا صدر مقام ہے۔ یہاں شہل کا بڑا ذخیرہ ہے (المسجد فی الاحلام)۔ ہیت میں امجاد بن

مبارک اللہ کا مہل ہے۔ ہیت، خزدان (شام) کا ایک قبیلہ بھی ہے۔ (معجم البلدان: 420/5)

5 قریہ یاہ: شام کے قدیم شہر قریہ کے کھنڈر صوبہ شکہ میں دریائے فرات اور دریائے فرات کے تقاب میں واقع ہیں (المسجد فی الاحلام)۔ قریہ یاہ، کرکے یاہ کا معرب ہے جبکہ کرکے یاہوں کے دے کو کہتے ہیں۔ قریہ قریہ یاہ دریائے فرات اور شام کی ملکیت میں واقع ہے۔ (معجم البلدان: 328/4)

دسمبر 637ء اور صیحین، اہل یاور جہاں¹ وغیرہ فتح کر لیے۔

جنگ نہاد اور اس کے نتائج

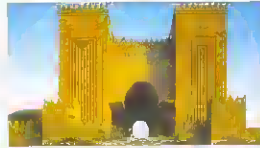
پھر ہلاکو کی جنگ ہوئی جو قادیسیہ کے بعد دوسری فیصلہ کن جنگ تھی جسے مؤرخین فتح القسطنطنیہ کا نام دیتے ہیں۔ اس میں 15 ہزار مسلمانوں نے
لحمان بن منقر بن نوئی جٹان کی قیادت میں ڈیڑھ لاکھ بجوی ایرانیوں کے قیصر کو شکست دی۔ اتنا بڑا لشکر اہل فارس اس کے اندر کسی آکھانہ کر سکے۔
مسلمان جلد ہی سرزمین فارس کے طہل و عرض میں پھیل گئے اور ان کی فتوحات کا دائرہ آذربائیجان، آرمینیا، صومالیہ²، باب الایواب (در بندر)،
طس³، خراسان، بختیان (سیستان)، کرمان اور کرمان وغیرہ تک پھیل گیا۔



مشرق وسطی میں آرمینیا کی سرحد پر کوہ ارارات (جہاں فتح نوح نامی



شہر اور بڑے گلی حشر



تینوی میں ایشوری گلی کے دروازے کی باقی بچہ



دھشت، موغان، آذربائیجان (ایران)

1. ایسیس، اتریا (ہلہ نیا)، اور جہاں آغا کلج ترکی میں شامل ہیں۔
2. صومالیہ، یہ آذربائیجان (ایران) کا ایک حصہ ہے۔ یہاں اور کلج سے تیرہ تک پہاڑ جہاں ترکمان اپنے ریاز چراتے ہیں۔ اہل موغان اسے 'موغان' کہتے ہیں (معجم البلدان: 225/15)۔ موغان ہڈان، شیخ (آئینہ) سے کا ہوجت، کی فتح ہے۔
3. طس: یہ شہر اور مسلمان اور کرمان کے درمیان واقع ہے۔ طس نامی دو مقامات ہیں، طس صواب اور طس نکر۔ طس نام کرطسان کیا جاتا ہے۔ یہ عرب اسے باب خراسان کا نام دیتے ہیں (معجم البلدان: 224/4)۔ ان قول طس صواب خراسان کا اہم شہر ہے۔ یہاں سے مشرق میں قزوین اور قاپان (خراسان)، اور مغرب میں بخت بادام (صوبہ یزد) گزرتی جاتی ہیں۔ (الطلس العالم)

2

شام اور مغرب کی فتوحات

شام کی فتوحات

اورہ کے خلاف جنگوں کے دوران میں جب خالد بن ولید بن عاص غزوہ کاغیر لہذا کے مقام پر ٹھہرنا تھا تو وہیں نے اپنا کھچھا مارا جس سے مسلمانوں کو بڑی تاعالیٰ پڑی۔¹ اس سے طیبہ واولیٰ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس نتیجے تک پہنچے کہ وہیں سے مسلمانوں سے جنگ کا تہیہ کر لیا ہے، لہذا انھوں نے چلن قدمی میں چل کر نہ کا فیصلہ کیا اور چار سال اوروں کو پرچم اور افواج دے کر بھیجا۔ یہ یہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ² (مراہ 7 ہزار فوج) وفتح کی طرف۔ قریشی بن حنہ رضی اللہ عنہ (مراہ 7 ہزار فوج) اُردن کی طرف۔ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ (مراہ 5 ہزار فوج) فلسطین کی طرف۔ چنانچہ شام کی پہلی لڑائیاں عرب³ اور رومیوں کے مقام پر ہوئیں (24 ذی الحجہ 62ھ 21 مارچ 634ء) جن میں یہ غزوات نے رومیوں کو شکست دی۔ ان چاروں اسلامی لشکروں کے مقابلے میں ہر بار رومیوں کی تعداد کم تھی اور مسلمان انکے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے، لہذا انھوں نے ایک غارت کے تحت



وادی اُردن اور یوم یومرہ

1. بلقاء، عرب غزوہ راولوں نے عام پرتو شرقی اردن کے ان مقاماتوں کے لیے استعمال کیا ہے جو قریب ماب (مواب) یا غیلاد (Gilead) کے ہرے ہے یا اس کے وسطی حصے کے لیے جس کا مرکزی شہر تھقفہ نقول میں عمان (Eebus) یا اسطہ رہا ہے۔ یہ شمال میں وادی زرقا اور جنوب میں وادی ارمون (Armon) کے وادیوں واقع ہے۔ غزوہ دمشق اور عمان کی پرتو راولی کے کچھ ہی عرصے بعد یہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اس علاقے کو فتح کیا۔ اس میں غلامان کے شہر شلا اورہ (اورہ) اور مزینہ کے باغیہ ماب شامل تھے۔ سن 635 میں یہ فتح ہوئی تھی ہے (جہاں مسلمانوں نے غزوات چلی گئی)۔ (اردو ترجمہ معارف اسلام: 822/4)
2. افسر الفتح حاتہ (اسلامیہ) (عربی) میں لکھا کہ: جلاء روم ہے جبکہ اسلامی لشکر اور رومیوں میں پڑائی تھی، کے مقام پر نہیں بلکہ وادی (شرقی اردن) میں ہوئی تھی جیسے آکتاب ذکر کے باب فتح الشام میں درج ہے۔
3. صحابی بن یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (مراہ) اور بنی امیہ رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔ (تہذیب النعمان)
4. عرب نے یہ مقام ارض فلسطین میں سے جہاں یہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے کمانہ راولی نامہ باقی لکھ کر رومیوں سے مغرب ہوئی تھی۔ یہ غزوا اور عرب کو ہر (ط) عز پر) کیے جس کی فتح مزینہ ہے۔ راولی قضاہ تحت افسطیہ کی اولاد و عرب میں چلی گئی جو قضاہ (عرب) میں واقع ہے (مصحف المبدأ: 98/4)۔ عربی فلسطین میں راولی کے جوہر میں واقع موجود رومی شہر اور صافی کے جوہر میں پڑا تھا۔
5. وادی فلسطین میں غزوات کے قریب ایک ایسی ہے۔ یہ عہد صدیق میں مسلمانوں اور رومیوں کے مابین ہوئی اور بنی روم میں ہوئی۔ (مصحف المبدأ: 47/2)

حصہ اول

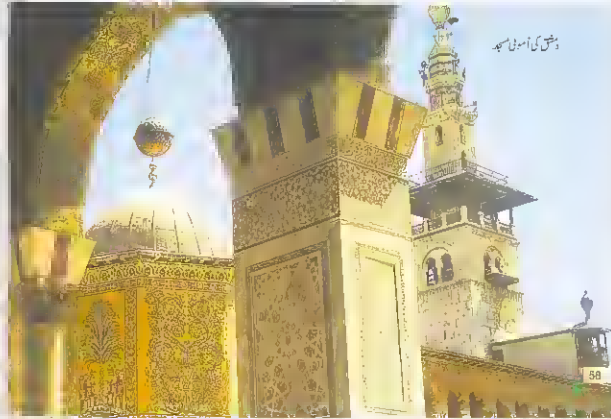
ذی قعدہ 13ھ / 3 جنوری 635ء)۔ یوں اردن کا تمام علاقہ مسلمانوں کے زیر تسلط آ گیا اور اہل اردن نے ان سے مصالحت کر لی۔ مسلمان پھر دمشق کی طرف لوٹ گئے اور چار ماہ اس کا محاصرہ کیے کرکھا۔

ستون دمشق

محاصرہ دمشق کے دوران میں حضرت خالد بن ولیدؓ شہر کے مشرق میں تھے، عمرو بن عاصؓ جلاوطن اور خرمصیلؓ جلاوطن شمال میں، ابوعبیدہؓ جلاوطن مغرب میں اور یزید بن ابی سفیانؓ جلاوطن جنوب میں تھے۔ انھوں نے جب محاصرہ ختم کر دیا اور عمرو بن ولیدؓ لشکر کے قائد تھے اس بن مسلمہؓ کو تک پہنچنے کی کوئی امید نہ رہی تو اس نے ابوعبیدہؓ جلاوطن سے صلح کی درخواست کی۔ اور دمشق کے روی گورنر نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے امان طلب کی جو انھوں نے دے دی۔ اس دوران میں تھکے ہوئے مسلمانوں نے شہر کے دروازے کے درمیان میں دروازے کے درمیان میں ابوعبیدہؓ جلاوطن کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ یوں اقوام 15 ربیع 14ھ / 3 ستمبر 635ء کو دمشق کا محاصرہ ختم میں آیا۔

جبلکہ اور جھن کی فتح

سرحدوں میں مسلمان دمشق میں ستمبر ربیع، جبلکہ کے راستے قصبہ کی طرف بڑھے۔ پیچھے بڑے بن ابی سفیانؓ جلاوطن دمشق میں رہے، خرمصیل بن حسنہؓ جلاوطن اردن میں اور عمرو بن عاصؓ جلاوطن فلسطین میں ٹھہرے۔ ابوعبیدہؓ جلاوطن نے جبلکہ جالوں کی صلح کی درخواست منکر کر لی (25 ربیع الاول 15ھ / 6 مئی 636ء) اور مسلمانوں کا شہر پر قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد 21 ربیع الاول 15ھ / 16 جون 636ء کو مسلمان قصبہ میں داخل ہو گئے جبکہ شہر یوں نے کوئی خاص مزاحمت نہ کی۔



دمشق کی آموئی مسجد



یرموک کا ٹیبلٹ "نصرہ"

اب جرقہ نے جرابلس کے طور پر 2 لاکھ کانیزو کثیر باباں کی سپہ سالاری میں روانہ کیا۔ ابوبکر و جبار نے مصیبت کے وقت مص سے دمشق کی طرف لوٹ آئے۔ حبیب دوی لکھڑ میں داخل ہوا، پھر ہلہاع¹ اور ہلک² سے ہوئے انھوں نے جابج³ کے جنوب میں مسلمانوں کو گھیرنا چاہا لیکن مسلمان لپٹا ہو کر پھیلے جابج، پھر اوزرعات چلے آئے۔ دوی لکھڑ ان کے برابر چلا آ رہا تھا حتیٰ کہ وہ دوی کے یرموک⁴ کے کنارے آئے۔ ابوبکر و جبار نے سپہ سالاری خالد بن ولید بن زید کے سپرد کی۔ جنگ یرموک میں دو بیویوں نے شکست کھائی اور واقفہ کے قریب مغرور مسیحی مسلمانوں کے دباؤ کی تاب نہ لا کر یرموک کے بلذکار سے سے شیب میں ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ یہ جنگ 5 مارچ 636ھ 12 اگست 636ء کو لڑی گئی۔ اس کے نتیجے میں شام کے تمام دروازے مسلمانوں کے لیے کھل گئے۔

1. جبار: ان دنوں لبنان میں شامل ہے۔ محاذ (مصر) بنانے کا دار الحکومت زعمہ ہے۔ ہلک اور جرابلس بھی اسی صوبے میں ہیں (المعجم فی الأعلام)۔
 2. کل ہلہاع: یعنی میدان طاع کے شرقی میں شاہی مسجد پر جہاں لبنان اشرافی اور شیعہ اشیخ واقع ہیں اور مغرب میں جہاں لہتان پھیلے ہوئے ہیں (مجلس اعداء)۔
 3. دق کے پاس ایک مقام طاع کلب کہلاتا ہے جہاں ہلہاع ایک وسیع سرزمین ہے جو ہلک، شمس اور دمشق کے مابین واقع ہے۔ (معجم البلدان، 470:1)
 4. جابج: یہ جابی حداد (شام) میں مرجع الصفر کے قریب جلال کے قریب ایک قصبہ ہے۔ اسے جابجہ الجوان بھی کہتے ہیں۔ یہاں امیر المؤمنین مرقدہ و جبار نے شہر خطبہ و خطا (معجم البلدان: 9172)۔ جابجہ شیعہ کی سرکردگی میں گورنر، اس لیے جابجہ شیعہ کے نام سے موسوم ہوا۔ یہ جلال میں دمشق سے تقریباً 80 کلومیٹر جنوب میں ہے اور "دو" سے زیادہ درختیں۔ آبی قلی یہ مقام ایک بہت بڑے قصبے اور چراگاؤں پر مشتمل ہے۔ وکل کے جنوب مغربی دروازے بسبب الحاص سے اس کی فائز و ہوتی ہے۔ یہ بہت عرصہ بغیر وکل کا صدر مقام (جہاڑی) رہا۔ طاع حداد اس میں حبیبہ بن علی کا آغا اسطی لکھڑ بنا دیا تو کتبیں بنا کر گئیں، دسے تھے۔ 64 ھ 684ء میں بنی امیہ مراد بن قسطنطین نے خلافت کا اعلان ہوا۔ اب جابج کا نام ان دنوں جاز سے عربی مدینہ کی بدولت زعمہ کے قیامت کے دن اہل ایمان کی زواریں جابج میں ہیں۔ ان کی اور کارکنی حضرت موسیٰ (اور زعمہ و طرف اسلام: 19، 12/7)
 5. دریا سے یرموک شام کا یہ دریا طاع مرثعہ حوران سے نکلتا ہے اور شام اور اردن کی سرحد پر بہتا ہوا اہل طاع۔ یہ کے جنوب میں دریا سے اردن (The Jordan) سے جاتا ہے (المعجم فی الأعلام)۔ یرموک حمر الجبل کے مقام پر دریا کے اردن میں جاتا ہے۔ آبی قلی یہ دریا عربی قبلہ و حمرہ کے نام پر پڑا۔ التاشیر کا کہنا ہے۔ یرموک کا میدان جنگ نیز (الرحا) اور یرموک کے قریب دایج تھا اور یہ جنگ واقفہ (جو جہاڑہ) سے زیادہ دور نہیں۔ (اور زعمہ و طرف اسلام: 286/23)



شہارہبہ قبطیہ کے آثار

مصر کی فتوحات

عمر بن عباسؓ کا شمار یہ ۴ سے رواں ہونے اور 4 ہزار فوج کے ساتھ مصر میں داخل ہو گئے۔
 دو بجلی بنیاد سے گزرنے آگے بڑھے۔ جہاں پہلے سے اہلین مصر کے قلعہ فربا اور پچیس میں چل
 آئے۔ اس دوران میں عمر بن خطابؓ کے لیے ملک آجپلی اور ان کا لشکر 12 ہزار ہو گیا۔ میں اہلین
 (ہماری پاس) ۲ میں ایک بڑی جنگ ہوئی جس میں رومیوں نے شکست کھائی کھائی، پھر قلعہ
 بابلیون ۳ اور اہلین ہمہ یکے بعد دیگرے فتح ہو گئے۔ اس کے بعد عمر بن خطابؓ مصر کے دار الحکومت اسکندریہ
 کی طرف بڑھے اور 21ھ 1 ستمبر 642ء میں شہر لڑائی کے بعد اسکندریہ کے رومیوں نے
 ہتھیار ڈال دیے۔ اسی طرح زیلا (نیل) کے شہر ایک ایک کر کے مسلمانوں کے تسلط میں آ گئے، پھر
 عمر بن خطابؓ نے مغرب کا رخ کیا۔

۱۔ اہل ساریہ: اسے قہار بن قبطیہ یا قیسر بنی کہا جاتا ہے۔ اب یہ کھنوزوں کی قلعہ میں ہے (المنجد، فی الاصل)، رومی دور میں اس نام سے 17 شہر بنائے
 گئے تھے، چنانچہ یہودی شہر ان میں 19 اہلیم نے 22 ق م میں قیسر افسس کے نام پر جہا اور جانا کے درمیان قہار بن کی بنیاد رکھی تھی۔ اہل ساریہ قبطیہ نے
 18ھ 640ء میں اسے فتح کر لیا۔ اور 1104ء 1191ء اور 1251ء میں اس پر قبضہ کیا اور 1220ء اور 1265ء میں مسلمان اس پر قابض
 ہوئے تھے کہ سلطان قاہرہ نے اسے فتح کر کے قلعہ قہار بن چاہ کر پ۔ (دور دور و موارف اسلامیہ: 16-561/560/2)

2۔ اہل یاس: قہار کے مشرق میں سات آٹھ کلہ بڑے شہن افسس یا اہل یاس واقع ہوئے تھے اب مصر شہر یہ دکھاتا ہے۔ یونانی نام پہلیج یاس کے معنی ہیں
 "دورن کا شہر" کیونکہ یہاں دورن کی پوجا ہوتی تھی۔ اسی جگہ دور و رومیوں نے جنہیں قہار بن کی سوجاں کہا جاتا ہے۔ جنگ خمار کے جے شہن فرعون
 تھوتس سوم نے 1475 ق م کے کنگ جھگک نصب کیے تھے۔ 12 ق م میں رومیوں نے اہلیم اسکندریہ میں لے جا کاڑا۔ 1878ء میں ایک بار پھر اہلیم
 اکھاڑا گیا اور اب ان میں سے ایک کنعان میں در پڑے شہر کے کنارے بنائے گئے اور ویرانہ بن کر رہ گئی۔ (دیکھیں القرآن (اور) میں 119)
 "میں افسس" کے بارے میں یوسف نے یوسف کو بتایا تھا تھا۔ "میں افسس میں افسس کے ماہین 3 فریح 9 (میل) کا واسطہ ہے۔ شام کی طرف
 سے آئیں تو یہ پچیس اور فسطا کے ماہین نظر نہ آئے کہ یہاں واقع ہے (جنگل میں میں افسس کے دروب میں ہے) اور یہ شہل کے کنارے واقع نہیں۔ ہمیں زلفا نے
 یوسف کو بتایا کہ شہل چاک کی تھی۔" (تفسیر القرآن: 178/4) گو کہ وقت کے بدل میں افسس حضرت یوسفؑ اور حضرت موسیٰؑ اور ان کے زمانے میں مصر کا
 دار الحکومت تھا مگر عرب فتح فریق اور فسطا کی تھتھت کے مطابق یوسفؑ کے زمانے میں شام مصر کا دار الحکومت شہل کے دہلیج میں تاحس (زمانہ) تاحس (نیل) تاحس تھا جبکہ
 حضرت موسیٰؑ کے عہد سے پہلے دار الحکومت ہادی مصر میں تھس دہلیج کے مقام پر تھس ہو گیا تھے اب آلفس (Luxor) کہا جاتا ہے۔

3۔ بابلیون: حضرت اور شہل قبطیہ سے مصر پہنچے انھوں نے دور بائے شہل کو کر کہا۔ "بابلیون تاحس" یا شہل (دور بائے قرات) کی طرح ہوا۔ "اس پر اس
 مرد میں کا نام بنی بابلیون پڑ گیا تھتھہ مران نے مصر میں کام بن کر ان کے نام پر اہلیم کہا" (تفسیر القرآن: 74,73/1)۔ قہار کے موان کے شمال میں پہلیج یاس کا
 قلعہ شہر تھا جسے عرب شہل افسس کہتے ہیں۔ ان میدان کے جنوب میں بابلیون کا حصہ تھا۔ قلعہ بابلیون قلعہ مصر کی Ph-Hapi-n-On کی پڑائی تھس ہے۔ اس
 وقت مذہم قلعہ کے چتھہ پہلے تھے شہر افسس میں موجود تھا۔ یہاں مسلمانوں کا قریبی کھس تھا۔ بعد میں زنی کر کے "قلعہ مصر" کے نام سے ایک شہر بن گیا۔
 قبطی خیراں میں قہار کے بجائے بھی بابلیون درج ہے جسے مسلمان اللہ بن الی الی کو ان میں Saladin Di Babilonia کہتے ہیں "بابلیون کا سامان اللہ بن" کہا گیا
 ہے۔ (دور دور و موارف اسلامیہ: 29/3 اور 16-180/1)

کتابخانه

شیخا کے شہر طبر ابلس (نرچولی) میں مسجد احمد باشا

روان (طیحا) کے پس منظر اے تمام قاریے مگر

61

⑨ تنجہ: یہ جنوب میں بحرن سے لے کر شمال میں صحرائے عجم (عراق) اور مشرق میں عرش تک پھیلا ہوا ہے۔ اسے نجد کا نام اس لیے دیا گیا کہ اس کی زمین بلند (مسطح مرتفع) ہے۔

[illegible]

جزیرہ نمائے عرب کی طبعی تقسیم (632ء میں)

﴿عروض﴾: اس کا نام عروض اس لیے ہے کہ یہ یمن، نجد اور عراق کے درمیان (عرش میں) ساحل طنج کے ساتھ مستطیل شکل میں واقع ہے۔ اس میں ساحل مرتفع بھی ہے اور نشیب بھی، پہاڑ بھی ہیں اور وادیاں بھی اور اس میں بادِ یمامہ اور بحرین^۱ شامل ہیں۔

جغرافیہ عرب کا انسانی زندگی پر اثر

جزیرہ نمائے عرب کے جغرافیہ کا بھی اسلامی فتوحات کی رفتار پر اثر پڑا۔ گرمیوں میں خشک اور سخت گرم اور سردیوں میں سرد آب و ہوا کا یہ نتائج عربیہ خطانِ لوگوں کے لیے اپنا نا تھا جو اس کے چشموں، کانوں، اور نوسوں سے آگاہ نہیں تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اکثر لشکر جزیرہ نمائے عرب سے نکل کر اردگرد کے ممالک کو فتح کرتے چلے گئے اور پھر سے کبھی کوئی فوج جزیرہ نمائے عرب کو فتح کرنے نہیں آئی۔ یہاں انسانوں کی بود و باش انہی خلی کے خوراک کی قلت، کھردرا لیاں اور ریاض اور سریش سادگی اس کے نمایاں پہلو تھے۔ مادہ ازیں یہاں کے جانور بھی سخت کٹھ تھے۔ یہاں حسبِ فوجیات اسامیہ کو آنا زبورا اور اطراف میں فکرِ پیچیدہ گئے تو ان کا ساز و سامان بہت قلیل ہوتا تھا۔ عرب اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار کرتے اور گھوڑوں اور نیزوں سے لڑتے اور مکان سے تیز چلاتے تھے۔ اس لحاظ سے وہ فطری جنگجو تھے اور بحرینی کے لیے ضروری تھا کہ وہ پانی اور سبزہ نہ کی تلاش میں نکل سکے، چنانچہ قبیلے کی شکل میں رہنا اور اپنی ضرورت بن گیا تھا۔ ہر شخص قبیلے کے ساتھ تعلق رکھتا تھا اور اسے اپنے قبیلے کی حمایت حاصل رہتی تھی۔ اس طرح قبائلی معاشرت پر وہاں چھٹی دہائی تھی کہ اردگرد کی دوسری تہذیبوں میں بھی قبائلی معاشرت ملتا نہیں تھی تاہم اسلامی فتوحات کے بعد وہ بتدریج اس جدید تہذیب میں داخل ہو گئے۔ مصر اور شام و خیرہ میں پران چھٹی اور ہر شہر میں ہر عرب قبیلے کے نام پر ایک محلہ آباد ہو گیا۔

بقائلی نظام کا خاتمہ تھا کہ تبادلی قافلے یمن، شام، حیرہ، مصر اور عرب کے بازاروں کے مابین سفر کرتے تھے اور اس مقصد کے لیے راستوں سے واقف ہارڈ کی خدمات حاصل کی جاتی تھیں اور یہی حلقہ علاقوں میں باقاعدہ باج و گن رعایا بن سبز و جود ہوتے تھے۔ عربوں کی اہم غذا کھجور، گندم، بوجہ، اذیفہ، گوشت اور حبش اناج۔ ان میں سے حبش لوگوں میں روٹل، خادات، گندم کر لیا تھا، نشہ اور حریف قبائل اور قافلوں پر وحاشا بول دیتے اور انہیں لوٹ لیتے تھے۔ ان میں انجی عبادت بھی تھی، مثلاً: شہادت، عالی ثلثی اور شاعت۔ یہی عربوں میں بدعت تھیں اور اکثر یمن بہت رائج تھا اور بعض شاخیں اور غری کے لیے مشہور تھیں۔

۱۔ بحرین، قدیم تاریخی اصطلاح میں "بحرین" مصر اور عمان کے درمیان ساحل طنج کے علاقوں پر مشتمل ہے (مصحف البیان: ۱۱۲۱۴)۔ جدید یمن میں "بحرین" عرب کا مشرقی ساحل بحرین کہلاتا تھا جس میں موجودہ جزائر بحرین اور انگریزی عمان تھے۔ اس کا دار الحکومت ان دنوں دارین تھا جو موجودہ القطرآن کے جنوب میں ساحل کے نزدیک واقع تھا۔ ان دنوں دارین، جادوت کہلاتا ہے جبکہ موجودہ انارت، بحرین، جو طنج فارس کے اندر ہے، سعودی عرب اور قطر کے مابین جزائر بحرین کے جوڑے کا نام ہے جس کا دار الحکومت متام ہے۔ بائیں کا بحرین اب الاحساء (سعودی عرب کا مشرقی علاقہ) کہلاتا ہے۔

(نکس بہرہ نبوی (دوم) ص ۱۵۵)

فتنہ اترہ او کی جنگیں

نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاول 11ھ 9 مئی 632ء کو مدینہ منورہ میں آپ نے وفات سے پہلے ایک لشکرِ اسلام بن زید جلیل کی قیادت میں مدینہ منورہ کی طرف بھیجے گئے تھے تیار کیا تھا۔ یہ لشکر انہی روز میں 1۰ تھا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔ پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی تو انہوں نے لشکرِ اسلام کو روانہ کیا تاکہ حکم دیا۔ اس دوران میں بعض قبائل نے ڈکا ڈکا کی اور انہیں سے انکار کر دیا۔ اسی طرح کئی اور قبائل مرتد ہو گئے اور ان میں سے بعض افراد نے نوبت کا جھوٹا دعویٰ کیا، مثلاً: اسوہ غسی نے کہا میں، مسیہ بن صبیہ کذاب نے نبی خلیفہ (جاء) میں، طلحہ بن شوبہ نے مدینہ منورہ میں اور سہیل نامی عورت نے بخاریہ میں دعویٰ کیا کہ نبوت کرؤا۔ اور حضرت مدینہ منورہ کے لوگوں کے قبائل نے جب یہ دیکھا کہ شہر کے اکثر لوگ لشکرِ محمدی میں شامل ہو کر اسلام بن زید جلیل کے ساتھ گئے ہیں تو عیس اور یحییٰ بن قیس نے پیش قدمی کی۔ وہ مدینہ پر چھاپا مارنے کا ارادہ رکھتے تھے مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک رات انہیں شہر سے باہر چاٹک جالیا اور ان کو شکست دے کر پھرتا کر دیا (بخاری، الآخرہ 11، اُست 632ء)۔ اس دوران میں اسلام جلیل کا لشکر فتح باب ہو کر لوٹ آیا۔

پھر فتنہ اترہ او کے استیصال کے لیے مدینہ منورہ سے لشکر بھیجے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گیارہ سو چم وے کر گیا وہ پیش رو تھے کہے تاکہ اس فتنے کا مد باب ہو اور جزیرہ نما کے عرب کی وحدت بحال ہو جائے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جوش کے آگے آگے تمام قبائل کے نام پر اعلان ارسال کیا کہ انہوں نے ان چاہت کے ساتھ لشکر بھیجے ہیں کہ جنگ سے پہلے قبائل کو اللہ کی دعوت دی جائے، پھر جو کوئی دعوت مان لے، اسے چھوڑ دیا جائے اور جو انکار کرے، اس سے لڑائی کیا جائے اور بدلہ لیا جائے۔

فتنہ اترہ او کے مد باب کے لیے بھیجے گئے لشکر

مدینہ سے مختلف لشکر مختلف کمانداروں کی قیادت میں شیعان 11ھ 1 اکتوبر 632ء میں روانہ ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

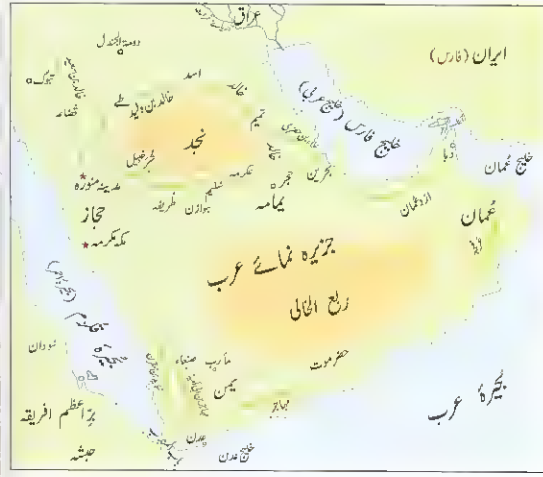
① خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پہلے مدینہ کی طرف، پھر یثرب اور پھر بنو نضیر کی طرف

② کلثم بن العلی رضی اللہ عنہ بنو نضیر کی طرف

③ نکرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے یثرب میں بنو نضیر کی طرف

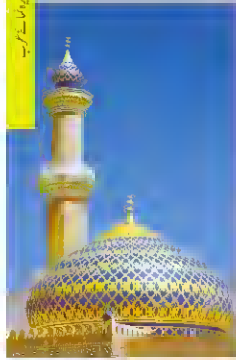
④ طریف بن حازم رضی اللہ عنہ بنو نضیر اور ان کے حلیف بنو ہوازن کے لوگوں کی طرف

۱۔ تہذیب و تمدن (ناموس تاریخی) از عبدالغفور صاحب، ص 3 (اور درجہ خطبات اسلامی، اسلام آباد) کے مطابق رسول اللہ ﷺ کا یوم وفات بحساب شمسی تھو 12 مئی 632ء ہے۔



نقشہ

نقشہ اوردہ کی جنگیں



تقدوا عمان، میں ایک مسجد

⑤ عمرو بن العاص کا قبضہ قطعاً، دو بیچ اور دارم کی طرف
 ⑥ خالد بن ولید بن عاص کا قبضہ اطراف شام میں تھا وہی طرف
 ⑦ عمار بن العاص کا قبضہ بحرین کی طرف
 ⑧ عہد میں محمد بن مسلمہ کا قبضہ عمان میں ذکا کی طرف
 ⑨ عرب میں ہجرت کا قبضہ (ساحل بحر عرب) کی طرف
 ⑩ توجہ میں عمان میں عربی قبضہ تہامہ بحرین کی طرف
 ⑪ مہاجرین انی امیہ قبضہ صنعاء اور بحر حضرت کی طرف
 ان لشکروں نے اپنی مہمات چار ماہ کے اندر ۶۹ھ کے ختم ہونے سے پہلے سر کر لیں اور تمام
 جزیرہ عمان عرب و امیہ اسلام کے پرچم آگیا۔

تقدوا عمان، میں ایک مسجد

⑫ حروب روم (روم اور مسلمانوں کے خلاف جنگوں) نے عقیدہ اسلام اور خلافت کے زیر سایہ جزیرہ عمان کے
 عرب کی وحدت برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔
 ⑬ بادشاہ ان جنگوں سے مسلمانوں کی تربیت ہوئی اور یہ اپنی رحمت کے اعتبار سے عزرات
 رسول اور عہد خلافت کی فوجیات کا درمیانی مرحلہ ثابت ہوئیں۔
 ⑭ ان جنگوں کے نتیجے میں جنگی مہارت دیکھنے والے تاجکین سامنے آئے۔ حروب روم میں ان کی صلاحیتوں چمک اٹھیں اور گہر خلافت راشدہ و
 میں انہیں فوجیات کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔
 ⑮ حروب روم میں مسلمانوں کی کامیابیوں اور فوجیات نے انہیں یہ اہمیت عطا کیا کہ وہ تمام حکومت سنبھالنے کی بے پناہ صلاحیتوں سے بہرہ ور
 ہیں اور جسکی فی الا میں کے آدھی دھڑے کے ایسا کا ذریعہ بننے کے قابل ہیں۔
 ⑯ ان جنگوں کے خاتمے پر ان میں شریک اسلامی لشکروں نے فارس اور روم کا زنج کیا تو اسلام کو جزیرہ عمان کے عرب تک محدود رکھنے اور
 مسلمانوں کو اس امر سے روکنے کا تہیہ کیے ہوئے تھے کہ وہ عرب سے نکل کر آزادانہ لوگوں کو اپنے دین کی دعوت دیں۔
 ان لشکروں کے ذریعہ سے فارس و روم کے علاقوں میں فوجیات حاصل ہوئیں انہیں کی تھیں، انہیں اگلے صفحہ میں پیش کر رہے ہیں:

① عمان: یہ بحرین و بحر (بحر عرب) کے ساحل پر واقع عرب کا علاقہ ہے اور عمان کے اکثر باشندے اہل عربی خوارج ہیں۔ اس کا اہم شہر عمان ہے (معدوم
 چاند: ۱۵۱۴ء)۔ سلطنت عمان جزیرہ عمان کے عرب کے جنوب مشرقی حصے میں واقع ہے۔ یہ ملک متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، عمان، یمن اور فجی عمان و
 بحر عرب میں گھرا ہوا ہے۔ اس کا دار الحکومت مسقط ہے۔ ۱۵۵۸ء میں اس پر پرتگالیوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ ۱۷۴۸ء میں احمد بن سعید نے عمان میں ایک سلطنت کی
 بنوائی، (المسجد فی الامام)

جزیرہ نمائے عرب کی قبائلی تشکیل

یہ قبائل عرب کی جنگی اکائیاں ہی تھیں جن سے فارس و روم کی طرف ہتھے والے پیش قدمیاں پائے، انڈیا قبائل کی تقسیم و تشکیل کا تذکرہ ضروری ہے۔ عرب قبائل دو اصلی دو فوجیہ شاخوں سے تعلق رکھتے ہیں: قطیفان اور عدنان۔ انکی دو میں سے قطیف قبائل اور ان کی شاخیں وجود میں آئیں۔ بہرہ قطیفان اور ان کی اولاد کا ذکر ان رباعی کہ 120 ق م میں سد مہارپ ٹوٹنے سے ایسا سیلاب آیا کہ قطیفانی قبائل یہاں سے نکل کر جزیرہ نمائے عرب کے اندر نئے علاقوں میں جا بیٹے۔ ان میں اس اور فرزد بن مکی تھے جو مغرب (یمن) میں آباد ہوئے۔ عربانی شام چلے گئے اور بنو تمیم نے جزیرہ (عراق) جا رہنا کیا۔ سطلے نے دو پہاڑوں اُچھا اور شکی کے مابین اپنا مسکن بنایا اور نگب بن ویر و قبیلہ، تادہ¹ میں جا آ یا وہاں۔ آخر عدنان اور ان کی اولاد اس سلسلے میں ابراہیمؑ کی نسل سے تھے۔²

قبائل عرب اور ان کے ذیلی قبیلے کثرت سے ہیں اور یہ بات بڑی اہم ہے کہ ان میں سے بیشتر قبیلے جزیرہ نمائے عرب سے جہاں کے لیے نکلے اور فتوحات اسلام میں جا بجا اُن کا ذکر آتا ہے۔ یہاں یہ لحاظ خاطر رہے کہ عراقی و فارس اور شریقی ممالک کے اکثر فاتحین کا تعلق بنو عدنان سے تھا جبکہ شام اور مصر کے اکثر فاتحین بنو قطیفان سے تھے۔

بنو قطیفان اور بنو عدنان سے مکمل اور تفصیلی شعر سے اگلے صفحات پر مطالعہ فرمائیے!

1 تادہ: سمیرائے ۳۰ و کوہ (عراق) اور شام کے درمیان ایک جیلوانا ہے۔ اس کا نام تادہ اس لیے رکھا گیا کہ یہ سوار سربازین سے جس میں شکاری، جنگی، جنگی نہیں۔ تادہ و نگب کے ایک قبیلے کا نام بھی ہے (معجم البلدان: 245/3)۔ تادہ جزیرہ جزیری عراق میں دریائے فرات کے دو تین کنارے سے گزرتا ہے۔ اس لیے یہ نام تادہ کے وسط میں ہے اور ان دونوں سے تادہ کا حاصل تقریباً 90 کلومیٹر ہے۔ (ریفرنس ٹیس آف دی ورلڈ)

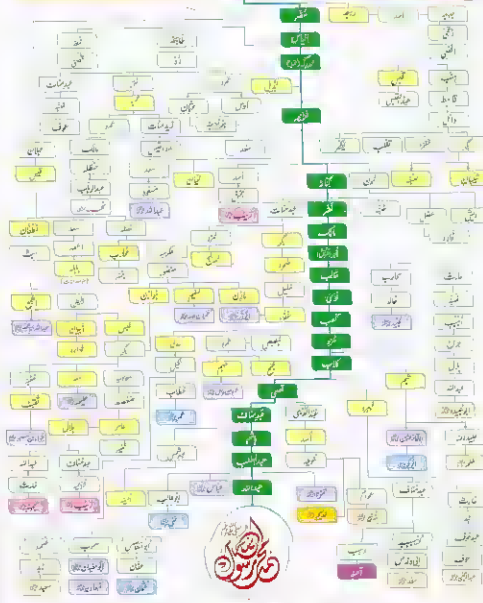
2 بنو عدنان: یہ قبائل جزیرہ نما اور جزیرہ نما میں آباد تھے۔ (معجم قبائل العرب: 761/2)

آن حے ڈیلی قبائل

عُدَّتْ نَائِبُ

42

== نبوغدیان : نویسنده محترم ==

[illegible][illegible]